بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 73

شمارہ 22

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

21 ذوالقعدہ 1445 ہجری قمری • 30 ہجرت 1403 ہجری شمسی • 30 مئی 2024ء

ارشاد باری تعالیٰ

فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوۡ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ ؕ اِنَّہٗ لَا یُفۡلِحُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۱۸﴾

(سورۃ یونس، آیت 18)

ترجمہ: پس اُس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جس نے اللہ پر جھوٹ گھڑا یا اُس کی آیات کو جھٹلایا۔ حقیقت یہی ہے کہ مجرم کبھی کامیاب نہیں ہوا کرتے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 24 مئی 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

اگر ہمارے پاس قرآن نہ ہوتا اور حدیثوں کے یہ مجموعے ہی مایۂ ناز ایمان و اعتقاد ہوتے تو ہم قوموں کو شرمساری سے منہ بھی نہ دکھا سکتے۔ میں نے قرآن کے لفظ میں غور کی تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیش گوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے قابل کتاب ہوگی جبکہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اسکے ساتھ شریک کی جائینگی۔ اُسوقت اسلام کی عزت بچانے کیلئے اور بطلان کا استیصال کرنے کیلئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہونگی۔ فرقان کے بھی یہی معنے ہیں یعنی یہی ایک کتاب حق و باطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی اور کوئی حدیث کی یا اور کوئی کتاب اس حیثیت اور پایہ کی نہ ہوگی۔ (فرمایا اور بڑے جوش اور تاکید سے فرمایا کہ) اب سب کتابیں چھوڑ دو اور دن رات کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔ ہماری جماعت کو چاہیے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کر دیں۔ بڑے تأسف کا مقام ہے کہ قرآن کریم کا وہ اعتناء اور تدارس نہیں کیا جاتا جو احادیث کا کیا جاتا ہے۔ اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 9، ایڈیشن 2018، قادیان)

مسجد مومنوں کے اجتماع کا مقام ہوتی ہے اور دُعاؤں اور ذکر الٰہی کی جگہ ہوتی ہے

ایسے مقام سے کوئی سچا عشق اور تعلق رکھنے والا انسان جدا ہی نہیں ہوسکتا

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الحج آیت 27 وَاِذۡ بَوَّاۡنَا لِاِبۡرٰہِیۡمَ مَکَانَ الۡبَیۡتِ اَنۡ لَّا تُشۡرِکۡ بِیۡ شَیۡئًا وَّطَہِّرۡ بَیۡتِیَ لِلطَّآئِفِیۡنَ وَالۡقَآئِمِیۡنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوۡدِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

چونکہ دنیا کی تمام مساجد بھی بیت اللہ ہیں کیونکہ وہ بھی خدا تعالیٰ کے ذکر کے لئے مخصوص ہوتی ہیں اور بیت اللہ کے ظل کے طور پر ہی اللہ تعالیٰ نے انہیں قائم فرمایا ہے اس لئے کہ یہ احکام صرف بیت اللہ کیلئے ہی مخصوص نہیں بلکہ ہر مسجد پر بھی ظلّی طور پر چسپاں ہوتے ہیں۔

اس نقطۂ نگاہ سے اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت میں مساجد کی تین اہم اغراض بیان کی گئی ہیں۔

اوّل۔ مساجد اس لئے بنائی جاتی ہیں کہ مسافر اُن سے فائدہ اٹھائیں۔

دوم۔ مساجد اس لئے بنائی جاتی ہیں کہ شہر میں رہنے والے اُن سے فائدہ اٹھائیں۔

سوم۔ مساجد اس لئے بنائی جاتی ہیں کہ رکوع و سجود کرنے والے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اپنی زندگی وقف کرنے والے اور توحیدِ کامل پر قائم لوگ اُن سے فائدہ اٹھائیں۔

مسافر تو مسجد سے اس رنگ میں فائدہ اٹھا سکتا ہے کہ اگر اُسے کوئی اور ٹھکانہ نہ ملے تو وہ اُس میں چند روز قیام کر کے رہائش کی دِقّتوں سے بچ سکتا ہے۔ اور مقیم اس رنگ میں فائدہ اٹھا سکتا ہے کہ مسجد شور و شغب سے محفوظ مقام ہوتا ہے۔ وہ اس میں بیٹھ کر اطمینان اور سکون سے دعائیں کر سکتا اور اپنے رب سے مناجات کر سکتا ہے۔ اور وہ لوگ جو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے دین کیلئے وقف کر دیتے ہیں اُن کا اصل ٹھکانہ تو مسجد ہی ہوتا ہے کیونکہ مسجد مومنوں کے اجتماع کا مقام ہوتی ہے اور دُعاؤں اور ذکر الٰہی کی جگہ ہوتی ہے۔ ایسے مقام سے کوئی سچا عشق اور تعلق رکھنے والا انسان جدا ہی نہیں ہوسکتا۔ مگر یہ امر بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ ذکر الٰہی کا قائم مقام وہ تمام کام بھی ہیں جو قومی فائدہ کے ہوں۔ خواہ وہ قضاء کے متعلق ہوں یا جھگڑوں اور فسادات کے متعلق ہوں یا تعلیم کے متعلق ہوں یا کسی اور رنگ میں مسلمانوں کی ترقی اور اُن کے تنزل کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو اگر دیکھا جائے تو لڑائیوں کے فیصلے بھی مسجد میں ہوتے تھے۔ قضاء بھی وہیں ہوتی تھی۔ تعلیم بھی وہیں ہوتی تھی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مساجد صرف اللہ اللہ کرنے کیلئے ہی نہیں بلکہ بعض دوسرے کام بھی جو قومی ضرورتوں سے تعلق رکھتے ہیں مساجد میں کئے جا سکتے ہیں کیونکہ اسلام میں ذکر الٰہی صرف اس بات کا نام نہیں کہ انسان سبحان اللہ سُبحان اللہ کہتا رہے بلکہ اگر کوئی بیوہ کی خدمت کرتا ہے تو وہ بھی دین ہے۔ اگر کوئی یتیم کی پرورش کرتا ہے تو وہ بھی دین ہے۔ اگر کوئی شخص لوگوں کے جھگڑے دور کرتا اور اُن میں صلح کراتا ہے تو یہ بھی دین ہے۔ پس وہ تمام کام جن سے قوم کو فائدہ پہنچے اور جو قوم کے اخلاق اور اسکی دنیوی حالت کو اونچا کریں ذکر الٰہی میں شامل ہیں اور اُنکا مساجد میں کرنا جائز ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اگر کوئی مہمان آجاتا تو آپ مسجد میں ہی صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرماتے کہ فلاں مہمان آیا ہے تم میں سے کون اسے ساتھ لے جائیگا۔ اب بظاہر یہ روٹی کا سوال تھا لیکن درحقیقت دین تھا اس لئے کہ اس سے ایک دینی ضرورت پوری ہوتی تھی۔ لوگوں نے غلطی سے دین کے معنوں کو بہت محدود کر دیا ہے حالانکہ دین اس لئے نازل ہوا ہے کہ انسان کا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے اور خدا تعالیٰ بغیر کسی خدمت کے بندہ سے نہیں ملتا بلکہ وہ یتیم کی پرورش کرنے سے ملتا ہے۔ وہ بیوہ کی خدمت کرنے سے ملتا ہے۔ وہ کافر کو تبلیغ کرنے سے ملتا ہے۔ وہ مومن کو مصیبت سے نجات دلانے سے ملتا ہے۔ پس ان باتوں کا اگر مسجد میں ذکر کیا جاتا ہے تو یہ

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(2581) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج دو ٹولیوں کی صورت میں تھیں۔ ایک میں عائشہؓ، حفصہؓ، صفیہؓ اور سودہؓ شامل تھیں اور دوسری میں امّ سلمہؓ اور باقی ازواج۔ اور مسلمانوں کو یہ علم ہو چکا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت عائشہؓ کو زیادہ محبوب رکھتے ہیں، تو جب ان میں سے کسی کے پاس کوئی ایسا ہدیہ ہوتا جسے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا تھا تو وہ اسے پیش کرنے میں اُس وقت کا انتظار کرتا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عائشہؓ کے گھر میں ہوتے۔

حضرت سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: امام ابن حجرؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلق کریم سے متعلق ایک لطیف تبصرہ کیا ہے کہ اَخلاقِ فاضلہ، ہدایا وغیرہ بھجوانے کے متعلق کسی کو ہدایات دینے میں مانع ہیں۔ اگر حضورؐ صحابہ سے یہ فرماتے کہ ایک بیوی کی باری سے تخصیص نہ کی جائے جس بیوی کے ہاں حضورؐ تشریف فرما ہوں وہاں ہدیہ بھیج دیا جائے تو اس میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہدیہ بھیجے جانے کا اشارہ ہوتا، اس لئے حضور نے اسے بھی گوارا نہ فرمایا اور خاموشی اختیار کی۔ ہدیہ دینے یا نہ دینے میں ہر شخص آزاد ہے، جسے چاہے دے یا نہ دے۔ ایسی باتوں میں مداخلت یا فرمائش نزاہت نفس اور خلق عظیم کے منافی ہے۔ عورتوں کو عدل کے بارے میں بھی غلط فہمی تھی۔ عدل کا تعلق خاوند کی ذات سے ہے نہ دوسرے لوگوں کی مرضی سے۔

(بخاری کتاب الھبہ باب من اَھدیٰ الی صاحبہ)

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور 10 مئی 2024 (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بصیرت افروز جوابات

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

مجلس اطفال الاحمدیہ ناروے کی حضور انور سے ملاقات

جنازہ حاضر و غائب ۔ وصایا

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

بدھ مذہب کو اللہ تعالیٰ نے قریباً 500 سال قبل مسیح میں ہندو مذہب کی اصلاح کے لیے قائم فرمایا، آپ نے ہندو مذہب میں دخل پا جانے والی غیر ضروری سختی والی تعلیم کے مقابلہ میں نرمی والی تعلیم دی، آپ نے اپنے پیروکاروں کو توحید کا سبق دیا اور لوگوں کو ایک ہی خدا کی طرف بلایا

حضرت بدھ علیہ السلام کی تحریرات اور پیشگوئیوں میں بدھ مذہب کے 500 سال بعد ایک نئے بدھا کی آمد کا بھی ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے حضرت بدھ علیہ السلام کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی

گمشدہ اشیاء کا مسجد میں اعلان کرنا منع ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بہت زیادہ ناپسند فرمایا، آپؐ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص مسجد میں کسی گمشدہ چیز کا اعلان کرے اور اسے ڈھونڈتا پھرے تو سننے والا شخص اسے کہے کہ اللہ کرے کہ تجھے یہ چیز نہ ملے کیونکہ مساجد اس مقصد کے لیے نہیں بنائی گئیں

مسجد میں ایسے کام ہو سکتے ہیں جو اجتماعی اور قومی ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ جو کام وہاں ہوں وہ قومی فائدہ کے بھی ہوں اور نیکی کے بھی ہوں

بچوں کے بالغ ہونے کے بعد کسی وقت بھی ان کی شادی کی جا سکتی ہے، جس کے لیے ہر معاشرہ اور خاندان اپنے ماحول اور حالات کے مطابق بچوں کی شادی کی عمر کے بارے میں فیصلہ کر سکتا ہے، البتہ اس کام میں بلاوجہ سستی اور کوتاہی نہیں کرنی چاہیے

تحفہ اور صدقہ دو الگ الگ چیزیں ہیں، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صدقات اور ہدیہ جات پیش کرنے والے آپ کو بتایا کرتے تھے کہ یہ صدقہ ہے اور یہ ہدیہ ہے، پس صدقہ اور ہدیہ دو الگ الگ چیزیں ہیں

میرے نزدیک تو جو شخص صدقہ قبول نہیں کرتا اسے ہمیں صدقہ بہرحال نہیں دینا چاہیے اور اگر وہ ضرورت مند ہو تو کسی اَور طریقہ سے اسکی مدد کی کوشش کرنی چاہیے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط 69)

سوال: امریکہ سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا کہ ہندو مذہب اور بدھ مذہب میں کیا فرق ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 31 راکتوبر 2022ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: اسلام تمام بنی نوع انسان کے لیے ایک عالمگیر اور آخری مذہب ہے اور اللہ تعالیٰ نے قیامت تک اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس سے قبل اللہ تعالیٰ مختلف وقتوں اور دنیا کے مختلف علاقوں میں اپنے انبیاء اور فرستادے بھیج کر دنیا کی ہدایت کے سامان کرتا رہا ہے۔

یہ مذاہب اپنے اپنے علاقوں اور اپنے اپنے وقتوں کے لیے ہوتے تھے۔ مرورِ زمانہ کے ساتھ جب کسی مذہب کے پیروکار اپنے دین کی حقیقی تعلیمات میں بگاڑ پیدا کر کے راہ راست سے دور ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ دنیا پر رحم کرتے ہوئے یا تو اسی دین کی اصلاح کے لیے اپنے کسی اور فرستادہ کو مبعوث کر دیتا، یا کسی نئے دین کو دنیا میں قائم فرما دیتا۔ اسی بنا پر ہمارا ایمان ہے کہ دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی بعثت ہوئی۔

ہندوازم اور بدھ ازم بھی انہی سابقہ مذاہب میں سے ہیں۔ اب تو یہ دونوں الگ الگ عقائد رکھنے والے دو الگ الگ مذاہب ہی سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن اصل میں یہ دونوں ایک ہی مذہب کی دو شاخیں ہیں۔ چنانچہ تاریخ سے ثابت ہے کہ بدھ مذہب کو اللہ تعالیٰ نے قریباً ۵۰۰ سال قبل مسیح میں ہندو مذہب کی اصلاح کے لیے دنیا میں قائم فرمایا۔ حضرت بدھ علیہ السلام ایک ہندو خاندان میں پیدا ہوئے اور خدا تعالیٰ سے راہنمائی پا کر آپ نے ویدوں کی ان باتوں کی اصلاح کی جنہیں ہندو مذہب کی اصل تعلیمات میں تحریف کر کے بدل دیا گیا تھا۔ آپ نے ہندو مذہب میں دخل پا جانے والی غیر ضروری سختی والی تعلیم کے مقابلہ میں نرمی والی تعلیم دی۔ آپ نے اپنے پیروکاروں کو توحید کا سبق دیا اور لوگوں کو ایک ہی خدا کی طرف بلایا۔

حضرت بدھ علیہ السلام کی تحریرات اور پیشگوئیوں میں بدھ مذہب کے 500 سال بعد ایک نئے بدھا کی آمد کا بھی ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے حضرت بدھ علیہ السلام کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔

اگر آپ ان مذہب کی تفصیل جاننا چاہتی ہیں تو ان مذاہب پر لکھی جانے والی کتب کا آپ کو مطالعہ کرنا چاہیے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی تصنیفات میں بدھ مذہب اور ہندو مذہب کے بارے میں بہت کچھ تحریر فرمایا ہے۔ چنانچہ بدھ مذہب کے بارے میں حضور علیہ السلام کی کتاب مسیح ہندوستان میں اور ہندو مذہب کے بارے میں حضور علیہ السلام کی تصنیفات سرمہ چشم آریہ، آریہ دھرم، سناتن دھرم، چشمہ معرفت اور نسیم دعوت وغیرہ میں بہت تفصیل ملتی ہے۔ ان کا آپ کو مطالعہ کرنا چاہیے۔

سوال: یوکے کے ایک مربی صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا ہے کہ اگر کوئی چیز مسجد میں گم ہو جائے یا وضو کرنے کی جگہ پر کوئی شخص اپنی چیز بھول جائے اور کسی دوسرے کو ملے تو کیا ایسی گمشدہ چیز کا مسجد میں اعلان ہو سکتا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 20 رنومبر 2022ء میں اس سوال کے جواب میں درج ذیل ارشادات فرمائے۔ حضور نے فرمایا:

جواب: گمشدہ اشیاء کا مسجد میں اعلان کرنا منع ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بہت زیادہ ناپسند فرمایا چنانچہ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص مسجد میں کسی گمشدہ چیز کا اعلان کرے اور اسے ڈھونڈتا پھرے تو سننے والا شخص اسے کہے کہ اللہ کرے کہ تجھے یہ چیز نہ ملے۔ کیونکہ مساجد اس مقصد کے لیے نہیں بنائی گئیں۔ (صحیح مسلم کِتَاب الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاۃ - باب النَّهْيِ عَنْ نَشْدِ الضَّالَّةِ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا يَقُولُهُ مَنْ سَمِعَ النَّاشِدَ)

گمشدہ اشیاء کے مساجد میں اعلانات کی ممانعت کی بابت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جب ہم اسلام کا اور خصوصاً قرون اولیٰ کا گہرا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے مساجد کو صرف ذکر الٰہی کی جگہ ہی نہیں بنایا بلکہ بعض دنیوی امور کے تصفیہ کا مقام بھی بنایا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں ہم دیکھتے ہیں کہ لڑائیوں کے فیصلے بھی مساجد میں ہوتے تھے۔ قضائیں بھی وہیں ہوتی تھیں۔ تعلیم بھی وہیں ہوتی تھی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مساجد صرف اللہ اللہ کرنے کے لیے ہی نہیں بلکہ بعض دوسرے کام بھی جو قومی ضرورت کے ہوتے ہیں مساجد میں کیے جا سکتے ہیں۔ ہاں مساجد میں خالص ذاتی کاموں کے متعلق باتیں کرنا منع ہے مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے تو وہ اس گمشدہ چیز کے متعلق مسجد میں اعلان نہ کرے اگر وہ اس گمشدہ چیز کے متعلق اعلان کرے تو خدا تعالیٰ اس میں برکت نہ ڈالے۔ پس ایک طرف تو مساجد میں جنگی مجلسیں منعقد ہوتی ہیں، تعلیم دی جاتی ہے، قضائیں ہوتی ہیں لیکن دوسری طرف گمشدہ چیز کے متعلق اعلان کرنا مسجد میں منع کیا گیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ مسجد میں جو کام ہوں وہ قومی ہوں، ذاتی نہیں۔ گویا مسجد اجتماعی جگہ ہے اور وہاں ایسے کام ہو سکتے ہیں جو اجتماعی اور قومی ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ جو کام وہاں ہوں وہ قومی فائدہ کے بھی ہوں اور نیکی کے بھی ہوں۔ گویا جو کام نیک ہے اور قومی فائدہ کا ہے اسے ذکر الٰہی کا قائم مقام قرار دیا گیا ہے۔

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 29 راگست 1952ء، مطبوعہ روزنامہ الفضل لاہور 11 رستمبر 1952ء صفحہ 2)

پس ان ارشادات کی روشنی میں یہ بات تو واضح ہے کہ کسی ذاتی گمشدہ چیز کا مساجد میں اعلان کرنا منع ہے، کیونکہ یہ ذاتی نوعیت کا کام ہے اور اس کا قومی فائدہ سے تعلق نہیں۔ البتہ بچوں وغیرہ کی گمشدگی یا گمشدہ بچوں کے ملنے کا اعلان اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ یہ کسی کی زندگی موت کا مسئلہ ہوتا ہے نیز اس کا شمار قومی فائدہ اور نیکی کے کاموں میں ہوتا ہے۔

تاہم کسی چیز کے مسجد میں گم ہونے یا مسجد سے کسی چیز کے ملنے کے متعلق مسجد میں آنے والے احباب کو مطلع کرنے کے لیے مسجد کے بیرونی دروازہ کے ساتھ کسی نوٹس بورڈ پر اس قسم کے امور کے نوٹس لگانے میں کوئی ہرج نہیں اور بعض پرانے فقہاء نے بھی اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آپؐ کی انسانی جان کی قدر کا تو یہ حال ہے کہ دشمن قبیلے کے لوگوں کی جان بچانے کے لیے یہ ایک ترکیب نکالی کہ ایک جان کو قتل کرنا بہتر ہے تا کہ ان کے باقی لوگ بچ جائیں۔ یہ انسانی ہمدردی کی معراج ہے

> سریہ اس کو کہتے ہیں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود شریک نہیں ہوتے تھے لیکن آپؐ دوسروں کو مہم کے لیے بھیجا کرتے تھے

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ سفیان بن خالد نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے لشکر جمع کیا ہے تو آپؐ نے ایک منفرد حکیمانہ عسکری فیصلہ فرمایا کہ بجائے اس کے کہ ایک فوج تیار کر کے سفیان کے مقابلے کے لیے بھیجی جائے اور دونوں طرف خون بہے زیادہ مناسب معلوم ہوگا کہ حکمتِ عملی سے اس باغیانہ لشکر تیار کرنے والے بانی مبانی کو ہی ختم کر دیا جائے

> حضرت عبداللہ بن اُنَیس بیان کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفیان بن خالد کے متعلق مجھے جو کچھ بتایا تھا اس کی وجہ سے مَیں اسے فوراً پہچان گیا کیونکہ اسے دیکھتے ہی مجھ پر ہیبت طاری ہوگئی جبکہ مَیں کبھی کسی سے نہیں ڈرتا تھا۔ چنانچہ مَیں نے دل میں کہا اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا تھا

سریہ حضرت ابوسلمہؓ، سریہ حضرت عبداللہ بن انیسؓ اور سریہ رجیع کی روشنی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کا ایمان افروز تذکرہ

یمن اور پاکستان کے اسیران راہ مولیٰ اور فلسطین کے مظلومین کے لئے دعا کی تحریک

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 10 مئی 2024ء بمطابق 10 ہجرت 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یو کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بعض سرایا کا ذکر کروں گا۔ اس ضمن میں پہلے قبیلہ بنو اسد کی شرارت اور سریہ ابوسلمہ کا ذکر ہوگا۔ سریہ اس کو کہتے ہیں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود شریک نہیں ہوتے تھے لیکن آپؐ دوسروں کو مہم کے لیے بھیجا کرتے تھے۔ ان میں بھی آپؐ کی سیرت کے پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔

ان سرایا سے آپؐ کی حکمت اور آپؐ کے اس اُسوہ پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ کس طرح آپؐ نے مسلمانوں کا دفاع کرنا ہے اور پھر دوسروں یعنی دشمن کے لیے بھی کتنی ہمدردی کا اظہار رہے۔ بہرحال یہ سریہ محرم 4 ہجری میں ہوا اس کی قیادت حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومیؓ نے کی۔

(سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 6 صفحہ 424 مطبوعہ دار السلام ریاض 1434ھ)

ابوسلمہؓ کا نام عبداللہ تھا اور کنیت ابوسلمہ تھی۔ ان کی والدہ برّہ بنت عبدالمطلب تھیں اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے اور حضرت حمزہؓ کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ انہوں نے ابولہب کی لونڈی ثُوَیْبَہ کا دودھ پیا تھا۔ حضرت ام المومنین ام سلمہؓ پہلے انہی کے نکاح میں تھیں۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 295 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت ابوسلمہؓ غزوۂ بدر اور اُحد میں شامل ہوئے۔ غزوۂ اُحد میں یہ زخمی ہوئے۔ ایک ماہ تک اس کا علاج کرتے رہے بظاہر وہ زخم اچھا ہوگیا اور وہ زخم ایسا مندمل ہوگیا کہ اسے کوئی پہچانتا نہ تھا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 182 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اس سریہ کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ مدینہ میں رہنے والے منافقین اور یہود جنگِ اُحد کے حالات و واقعات کی وجہ سے خوشیاں منانے لگے اور ایک بار پھر ان کے دل میں یہ خیالات آنے لگے کہ مسلمانوں کو جلد ختم کرنے کے لیے پلاننگ کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح مدینہ کے اردگرد رہنے والے وہ قبائل جو جنگِ بدر میں مسلمانوں کی عظیم الشان فتح کی وجہ سے خوفزدہ ہو گئے تھے ان کے دلوں میں بھی یہ خیال انگڑائیاں لینے لگا کہ اُحد میں مسلمانوں کو کافی نقصان ہو چکا ہے اس لیے موقع ہے کہ مسلمانوں پر حملہ کر کے ان کو مزید نقصان پہنچایا جائے اور لُوٹ مار کے نتیجہ میں ان کے اموال اور دولت حاصل کیے جائیں۔ چنانچہ جنگِ اُحد کو گزرے ہوئے ابھی دو ماہ ہی ہوئے تھے کہ ان قبیلوں میں سے جس قبیلے نے سب سے پہلے مسلمانوں پر حملے کا پروگرام بنایا وہ بنو اسد بن خُزَیمہ تھا۔ یہ لوگ نجد میں رہتے تھے۔ اس قبیلے کے رئیس طُلَیحہ بن خُوَیلد اور اس کے بھائی سلمہ بن خویلد نے لوگوں کو اکٹھا کر کے ایک لشکر تیار کر لیا۔

بنو اسد کے ایک آدمی قیس بن حارث بن عمیر نے اپنی قوم کو مسلمانوں پر حملہ نہ کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اے میری قوم! یہ عقلمندی کی بات نہیں ہے۔ ہمیں مسلمانوں کی طرف سے کسی نقصان کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

مسلمان ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا رہے اور نہ ہی ہم پہ مسلمانوں نے لوٹ مار کے لیے حملہ کیا ہے۔ ہمارا علاقہ یثرب سے دُور ہے یعنی مدینہ سے دُور بھی ہے۔ ہمارے پاس قریش جیسا لشکر بھی نہیں ہے۔ قریش خود ایک

عرصہ تک اہلِ عرب سے ان کے خلاف مدد مانگتے رہے۔ انہیں تو ان سے بدلہ بھی لینا تھا پھر وہ اونٹوں پر سوار ہو کر گھوڑوں کی باگ ڈور سنبھال کر نکلے تھے۔ وہ تین ہزار جنگجوؤں اور اپنے پیروکاروں کی ایک بڑی تعداد کو ساتھ لے کر گئے تھے۔ بہت سا اسلحہ بھی لیا تھا۔ اس کے مقابلے میں تمہاری کیا حیثیت ہے؟ صرف یہ ہے کہ تم بمشکل تین سو افراد لے کر نکلو گے اس طرح تم لوگ اپنے آپ کو فریب میں ڈال دو گے اپنے علاقے سے دُور نکل جاؤ گے اور مجھے ڈر ہے کہ تم مصیبت میں پھنس جاؤ گے لیکن انہوں نے قیس کی نصیحت نہ مانی۔ ادھر بنو اسد کے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے منصوبہ کی اطلاع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک اس طرح پہنچ گئی کہ قبیلہ طَے کا ایک شخص ولید بن زُہیر مدینہ آیا۔ وہ اپنی بھتیجی زینب سے ملاقات کے لیے آیا تھا جو طُلَیب بن عُمَیر بن وَھب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھیں۔ اس نے بنو اسد کے مذکورہ بالا منصوبے کی اطلاع دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ اس سے پہلے کہ بنو اسد مدینہ پر حملہ کریں خود مسلمان اپنے تحفظ کے لیے ان کے علاقے پر چڑھائی کریں۔ چنانچہ آپؐ نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسدؓ کو طلب فرمایا اور انہیں ارشاد فرمایا کہ اس مہم پر روانہ ہو جاؤ۔ مَیں نے تمہیں اس کا نگران مقرر کیا ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے جھنڈا باندھا اور یہ ہدایت فرمائی کہ بنو اسد کے علاقے تک اپنا سفر جاری رکھو اس سے پہلے کہ ان کے لشکر تمہارے خلاف اکٹھے ہو جائیں۔ وہاں پہنچ کر ان پر حملہ کر دو۔ ایک سو پچاس اصحابِ کرامؓ پر مشتمل لشکر ابوسلمہؓ کی قیادت میں ان قبائل کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا۔ قبیلہ طَے کا وہ شخص یعنی ولید بن زُہیر بطور گائیڈ ان کے ساتھ تھا، رہبر ان کے ساتھ تھا۔

(ماخوذ از سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 6 صفحہ 422 تا 425 مطبوعہ دارالسلام ریاض 1434ھ)

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 34 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اس سریہ میں شامل ہونے والے چند صحابہ کرامؓ کے اسماء یہ ہیں۔

اَبُوسَبْرَہ بن ابی رُھْم، عبداللہ بن سُہَیل بن عمرو، عبداللہ بن مَخْرَمَہ عامری، مُعَتِّب بن فضل، ارقم بن ابی ارقم، ابوعبیدہ بن جرّاح، سہیل بن بَیْضَاء، اُسَید بن حُضَیر انصاری، عَبَّاد بن بِشْر انصاری، ابونائلہ انصاری، ابوعَبس، قتادہ بن نعمان، نَضِر بن حارث، ابوقتادہ انصاری، ابوعَیَّاش زُرَقی، عبداللہ بن زید انصاری، خُبَیْب بن یَسَاف، سعد بن ابی وقاص، ابوحذیفہ بن عُتْبہ، سالم مولیٰ ابوحذیفہ۔

(کتاب المغازی للواقدی جلد 1 صفحہ 341 عالم الکتب بیروت 1984ء)

(سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 6 صفحہ 424 مطبوعہ دارالسلام ریاض 1434ھ)

صحابہ کرامؓ اپنی اس مہم کو خفیہ رکھتے ہوئے تیز رفتاری سے عام رستے سے ہٹ کر چلے تا کہ جلد از جلد دشمن تک پہنچ جائیں۔ انہوں نے دن رات مسلسل یہ سفر کیا۔ ایک روایت کے مطابق دن کا ایک حصہ یہ چھپ جاتے اور رات کو سفر کرتے۔ یوں چار دن کے سفر کے بعد وہ قَطَن پہاڑ کے قریب پہنچ گئے۔ قَطن کے متعلق لکھا ہے کہ یہ فید کے قریب ایک پہاڑ کا نام ہے اور فَیْد کوفہ کے رستے پر ایک منزل کا نام ہے جہاں بنو اسد بن خُزیمہ کا چشمہ تھا۔ مسلمانوں نے وہاں پہنچتے ہی حملہ کر کے ان کے مویشیوں پر قبضہ کر لیا اور ان کے چرواہوں میں سے تین کو پکڑ لیا اور باقی بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان بھاگنے والوں نے بنو اسد کے پڑاؤ میں پہنچ کر مسلمانوں کے لشکر کے پہنچ جانے اور ان کے حملے کی خبر دی اور ابوسلمہؓ کے لشکر کی تعداد بہت بڑھا چڑھا کر بیان کی۔ ان چرواہوں نے بھی بہت مبالغے سے کام لیا کہ اتنا بڑا لشکر ہے جس سے ان میں اَور خوف پیدا ہو گیا۔ جس سے بنو اسد خوفزدہ ہو گئے اور مسلمانوں کے اچانک پہنچ جانے کی وجہ سے ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ ڈر کے مارے اِدھر اُدھر بھاگ گئے۔ حضرت ابوسلمہؓ جب بنو اسد کے پڑاؤ کے مقام پر پہنچے اور انہوں نے دیکھا کہ دشمن بھاگ گیا ہے تو انہوں نے ان کی تلاش میں اپنے ساتھیوں کو بھیجا۔ حضرت ابوسلمہؓ نے انہیں تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ ان کے ساتھ ٹھہرا۔ باقی دونوں کو دو مختلف اطراف میں بھیجا اور ساتھ یہ بھی ہدایت دی کہ دشمن کا پیچھا کرتے ہوئے زیادہ دُور تک نہ جائیں اور اگر دشمن سے تصادم نہیں ہوتا تو واپس آ کر رات انہی کے پاس قیام کریں اور یہ بھی تاکید کی کہ منتشر نہ ہوں، اکٹھے ہی رہیں لیکن دشمن سراسیمہ ہو کر اتنی تیزی سے بھاگا تھا کہ مسلمانوں کا کسی سے بھی سامنا نہ ہوا۔ حضرت ابوسلمہؓ نے تمام مالِ غنیمت کے ساتھ مدینہ کی طرف واپسی کا سفر شروع کیا۔ جو شخص بطور راہنما ساتھ گیا تھا وہ ساتھ ہی واپس لوٹا۔ ایک رات کا سفر طے کرنے کے بعد حضرت ابوسلمہؓ نے مالِ غنیمت تقسیم کیا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خمس علیحدہ کیا۔ رہبر شخص کو اس کی خوشی کے مطابق مال دیا اور بقیہ مالِ غنیمت صحابہ کرامؓ میں تقسیم کر دیا۔ ہر صحابی کو سات سات اونٹ اور کئی کئی بکریاں ملیں اور یوں باقی سفر طے کرتے ہوئے یہ لوگ خوشی کے ساتھ قریباً دس دن کے بعد واپس مدینہ پہنچ گئے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 34 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 6 صفحہ 425-428 مطبوعہ دارالسلام ریاض 1434ھ)

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 511-512)

(اٹلس سیرت نبویؐ صفحہ 253 مطبوعہ دارالسلام ریاض 1424ھ)

یہ جو مَیں نے بتایا ہے اور اس میں جو حوالہ دیا تھا یہ بیان مختلف تاریخوں سے اخذ کیا گیا ہے، سیرت خاتم النبیینؐ کا بھی کچھ حصہ اس میں شامل ہے۔ بہرحال حضرت ابوسلمہؓ کی وفات کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت ابوسلمہؓ اس سریہ کے لیے مدینہ سے دس سے کچھ زائد راتیں باہر رہے۔ جب مدینہ واپس آئے تو ان کا وہ زخم جو غزوۂ اُحد میں ان کو لگا تھا دوبارہ تازہ ہو گیا جس سے وہ بیمار پڑ گئے اور اسی سال تین جمادی الآخر کو انتقال کر گئے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 182 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

بنو اسد کے جس رئیس طُلَیحہ بن خُوَیلَد کا ذکر ہوا ہے یہ انتہائی بہادر انسان تھا اور مشہور تھا کہ ملک عرب میں اسے ایک ہزار شہسوار کے برابر سمجھا جاتا ہے اور یہ بہت فصیح اللسان تھا۔ نو ہجری میں بنو اسد کے وفد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے اسلام قبول کیا تھا لیکن پھر مرتد ہو گیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی نبوت کا جھوٹا مدعی بن کر فتنہ و فساد کا موجب بنا تھا اور آخر کار شکست کھا کر عرب سے بھاگ گیا تھا۔ پھر کچھ عرصہ بعد مدینہ آ کر حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آخر دم تک اسلام پر ثابت قدمی دکھائی۔ جنگِ قادسیہ اور دوسری کئی اسلامی جنگوں میں حصہ لے کر اپنی بہادری کے جوہر دکھائے اور اکیس ہجری میں ایک جنگ میں شہادت کا مقام پایا۔

(سیرت انسائیکلوپیڈیا، جلد 6 صفحہ 430-431 مطبوعہ دارالسلام ریاض 1434ھ)

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 511-512)

اللہ تعالیٰ نے اس کا انجام بخیر کرنا تھا تو آخر اس کو توفیق ملی اور اسلام قبول کر لیا۔ پھر سریہ حضرت عبداللہ بن اُنیسؓ کا ذکر ہے۔ حضرت عبداللہ بن اُنیس جُہَنیؓ انصار میں سے بنو سلمہ کے حلیف تھے۔ یہ بیعت عَقَبہ ثانیہ، بدر، اُحد اور دیگر غزوات میں شامل ہوئے۔ ان افراد میں شامل تھے جنہوں نے بنو سلمہؓ کے بُت توڑے تھے۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 178 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2008ء)

(السیرۃ النبویہ لابن ھشام صفحہ 412،419 دار المعرفہ بیروت)

حضرت عبداللہ بن اُنیسؓ نے شام میں 54 ہجری یا بعض روایات کے مطابق 74 ہجری میں وفات پائی۔

(اصابہ فی تمییز الصحابہ جلد 4 صفحہ 14 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1995ء)

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 178 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2008ء)

جنگِ اُحد کے واقعات جب مدینہ کے ارد گرد قبائل کے لوگوں کو معلوم ہوئے تو جن لوگوں نے مسلمانوں کو کمزور سمجھ کر ان پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا ان میں سے قبیلہ بَنُو لَحْیَان کا سردار خالد بن سفیان ھُذَلِی لَحْیَانِی بھی تھا۔ بعض روایات میں اس کا نام سفیان بن خالد ہے۔ بہرحال اس نے سوچا کہ مسلمانوں کو اُحد میں تازہ تازہ نقصان پہنچا ہے تو کیوں نہ ان کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ان پر چڑھائی کر دی جائے اور مدینہ میں لُوٹ مار کر کے ان پر اپنی دھاک بٹھائی جائے۔ اس شخص کے دل میں اسلام دشمنی کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی تھی اور بے حد متکبر تھا۔ یہ مقام نخلہ یا عرفات کے قریب وادی عُرَنَہ میں لشکر تیار کر رہا تھا۔ اس نے اپنی قوم کے جنگجوؤں اور ارد گرد کے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف اکٹھا کرنے کی مہم چلا رکھی تھی اور مختلف قبیلوں سے تعلق رکھنے والے بہت سے لوگ اس کے پاس اکٹھے بھی ہو چکے تھے۔

(سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 6 صفحہ 433 مطبوعہ دارالسلام ریاض 1434ھ)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ سفیان بن خالد نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے لشکر جمع کیا ہے تو آپؐ نے ایک منفرد حکیمانہ عسکری فیصلہ فرمایا کہ بجائے اس کے کہ ایک فوج تیار کر کے سفیان کے مقابلے کے لیے بھیجی جائے اور دونوں طرف خون بہے زیادہ مناسب معلوم ہو گا کہ حکمتِ عملی سے اس باغیانہ لشکر تیار کرنے والے بانی مبانی کو ہی ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطرناک لیکن اہم کارروائی کے لیے اپنے ایک بہادر صحابی حضرت عبداللہ بن انیسؓ کا انتخاب فرمایا۔

(سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 6 صفحہ 433-434 مطبوعہ دارالسلام ریاض 1434ھ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن انیسؓ کو بلا کر سفیان بن خالد کے سارے منصوبے کی تفصیل بتائی اور فرمایا کہ خاموشی سے جاؤ اور اس کو قتل کر دو۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 7 صفحہ 135 بزم اقبال لاہور 2022ء)

عبداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہؐ! مجھے اس کا حلیہ بتائیے۔ آپؐ نے فرمایا جب تم اس کو دیکھو گے تو تم پر ہیبت چھا جائے گی اور اس کو دیکھتے ہی شیطان یاد آ جائے گا۔ عبداللہؓ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہؐ! میں تو کبھی کسی سے نہیں ڈرا۔ آپؐ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے لیکن اسے دیکھ کر تمہارے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ چنانچہ پانچ محرم چار ہجری کو یہ اکیلے اس مہم پر روانہ ہو گئے۔ عبداللہؓ کہتے ہیں جب مَیں عُرَنَہ کے مقام پر پہنچا جو کہ عرفات کے قریب ایک وادی ہے تو مَیں نے سفیان کو لاٹھی کے سہارے چلتا ہوا دیکھا اور اس کے پیچھے پیچھے مختلف قبیلوں کے وہ لوگ تھے جو اس سے وابستہ ہو گئے تھے۔ یہ لاٹھی بڑھاپے کی وجہ سے لے کر نہیں چل رہا تھا بلکہ اس زمانے میں رواج تھا کہ ہاتھ میں لاٹھی رکھا کرتے تھے۔ تو بہرحال عبداللہ بیان کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق مجھے جو کچھ بتایا تھا اس کی وجہ سے مَیں اسے فوراً پہچان

گیا کیونکہ اسے دیکھتے ہی مجھ پر ہیبت طاری ہوگئی جبکہ مَیں کبھی کسی سے نہیں ڈرتا تھا۔ چنانچہ مَیں نے دل میں کہا اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا تھا۔ تب عصر کی نماز کا وقت تھا اس لیے مجھے ڈر ہوا کہ اگر ابھی میرا اس سے سامنا ہوگیا تو کہیں میری عصر کی نماز نہ رہ جائے۔ اس لیے مَیں نے اس حال میں نماز ادا کر لی کہ مَیں اس کی طرف چل رہا تھا اور ساتھ ہی اپنے سر سے اشارہ بھی کرتا جاتا تھا یعنی اشارے سے نماز ادا کی۔ جب مَیں اس کے پاس پہنچا تو اُس نے پوچھا تم کون ہو؟ مَیں نے کہا مَیں بنوخُزاعہ میں سے ہوں۔ مَیں نے سنا تھا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے کے لیے لشکر اکٹھا کر رہے ہو۔ اس لیے مَیں بھی تمہارے ساتھ شامل ہونے کے واسطے آیا ہوں۔ اس نے کہا بےشک مَیں محمدؐ کے مقابلے کے لیے لشکر جمع کر رہا ہوں۔ چنانچہ میں کچھ دیر تک اس کے ساتھ چلتا رہا۔ پھر مَیں نے اس سے باتیں شروع کیں تو اس نے میری باتوں میں بہت زیادہ دلچسپی لی۔ سفیان بن خالد نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ابھی تک دراصل کوئی مجھ جیسا نہیں ملا۔ اب تک ایسے ہی لوگ ملے جو جنگ کے ماہر نہیں ہیں۔ آخر جب وہ اپنے خیمہ میں پہنچ گیا اور اس کے ساتھی اِدھر اُدھر چلے گئے تو وہ مجھ سے کہنے لگا اے خزاعی بھائی! ذرا یہاں آجاؤ۔ مَیں اس کے قریب آیا تو وہ بولا بیٹھ جاؤ۔ مَیں اس کے پاس ہی بیٹھ گیا یہاں تک کہ جب ہر طرف رات کا سناٹا چھا گیا اور لوگ سو گئے تو مَیں نے اچانک اٹھ کر اس کو قتل کر ڈالا اور اس کا سر لے لیا۔ مَیں وہاں سے نکل کر ایک قریبی پہاڑی کے غار میں جا چھپا۔ کچھ لوگ تلاش کرتے ہوئے اس غار تک آئے مگر انہیں کچھ نہ ملا۔ اس لیے مایوس ہوکر وہ لوگ وہاں سے واپس چلے گئے۔ اس کے بعد مَیں غار سے نکل کر روانہ ہوا۔ مَیں رات کو سفر کرتا اور دن میں کہیں چھپ جاتا۔ آخر مدینہ پہنچا تو مجھے دیکھتے ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بےساختہ فرمایا: اَفْلَحَ الْوَجْهُ۔ یعنی یہ چہرہ کامیاب رہا۔ اب دیکھیں انہوں نے بڑی عاجزی سے یہ فرمایا اور بڑی دانائی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا اور فوراً یہ فقرہ فرمایا کہ اَفْلَحَ وَجْهُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ کا چہرہ کامیاب رہا۔ یعنی یہ ساری کامیابی آپؐ کی ہی ہے، آپؐ کی دعاؤں کی برکت سے ہی ہے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہؓ نے ساری تفصیل بتائی اور اس باغی سردار کا سر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن انیسؓ کے آنے سے پہلے ہی سفیان بن خالد کے قتل کی خبر دے دی تھی۔ حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ اس کامیابی پر آپؐ نے خوش ہوکر ایک عصا مجھے دیا اور فرمایا یہ میرے اور تمہارے درمیان جنت میں نشانی ہوگی۔ تم جنت میں اس کے ساتھ ٹیک لگاؤ گے۔ چنانچہ اس کے بعد یہ عصا ہمیشہ عبداللہ بن اُنیسؓ کے پاس رہا۔ یہاں تک کہ جب ان کا آخری وقت آیا تو انہوں نے اپنے گھر والوں کو اس کے متعلق وصیت کرتے ہوئے کہا کہ یہ عصا میرے کفن کے اندر اس طرح رکھ دینا کہ یہ میرے جسم اور کفن کے درمیان رہے۔ چنانچہ گھر والوں نے اس وصیت کی تعمیل کی۔ عبداللہ بن انیسؓ کو ذُو الْمِخْصَرَہ یعنی عصا والا بھی کہا جاتا ہے۔

(سیرة الحلبیہ جلد3 صفحہ 231-232 دار الکتب العلمیة بیروت)

(شرح علامہ زرقانی جلد 2 صفحہ 474 دار الکتب العلمیة بیروت)

حضرت عبداللہ بن انیسؓ مدینہ سے اٹھارہ روز باہر رہے اور ہفتہ کے روز جبکہ محرم کے سات دن باقی تھے واپس آئے۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 2 صفحہ 39 دار الکتب العلمیة بیروت 2012ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے محرم چار ہجری میں اس مہم کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ’’قریش کی اشتعال انگیزی اور اُحد میں مسلمانوں کی وقتی ہزیمت اب نہایت سُرعت کے ساتھ اپنے خطرناک نتائج ظاہر کر رہی تھی۔ چنانچہ انہی ایام میں جن میں بنواَسد نے مدینہ پر چھاپہ مارنے کی تیاری کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قبیلہ بَنُو لَحْيَان کے لوگ اپنے سردار سفیان بن خالد کی انگیخت پر اپنے وطن عُرَنَہ میں جو مکہ سے قریب ایک مقام تھا ایک بہت بڑا لشکر جمع کر رہے ہیں اور ان کا ارادہ مدینہ پر حملہ آور ہونے کا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نہایت موقع شناس اور مختلف قبائل عرب کی حالت اور ان کے رؤساء کی طاقت و اثر سے خوب واقف تھے اس خبر کے موصول ہوتے ہی سمجھ لیا کہ یہ ساری شرارت اور فتنہ انگیزی بنولحیان کے رئیس سفیان بن خالد کی ہے اور اگر اس کا وجود درمیان میں نہ رہے تو بنولحیان مدینہ پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہیں کر سکتے اور یہ بھی آپؐ جانتے تھے کہ سفیان کے بغیر اس قبیلہ میں فی الحال کوئی ایسا صاحب اثر شخص نہیں ہے جو اس قسم کی تحریک کا لیڈر بن سکے۔ لہٰذا یہ خیال کرتے ہوئے کہ اگر بنولحیان کے خلاف کوئی فوجی دستہ روانہ کیا گیا تو غریب مسلمانوں کے واسطے موجب تکلیف ہونے کے علاوہ ممکن ہے کہ یہ طریق ملک میں زیادہ کشت و خون کا دروازہ کھول دے۔ آپؐ نے یہ تجویز فرمائی کہ کوئی ایک شخص چلا جائے اور موقعہ پا کر اس فتنہ کے بانی مبانی اور اس شرارت کی جڑ سفیان بن خالد کو قتل کر دے۔ چنانچہ آپؐ نے اس غرض سے عبداللہ بن انیس انصاریؓ کو روانہ فرمایا۔ اور چونکہ عبداللہؓ نے کبھی سفیان کو دیکھا نہیں تھا اس لئے آپؐ نے خود ان کو سفیان کا سارا حلیہ وغیرہ سمجھا دیا اور آخر میں فرمایا کہ ہوشیار رہنا۔ سفیان ایک مجسم شیطان ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن اُنیسؓ نہایت ہوشیاری کے ساتھ بنولحیان کے کیمپ میں پہنچے (جو واقعی مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری میں بڑی سرگرمی سے مصروف تھے) اور رات کے وقت موقعہ پا کر سفیان کا خاتمہ کر دیا۔ بنولحیان کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے عبداللہ کا تعاقب کیا مگر وہ چھپتے چھپاتے ہوئے بچ کر نکل آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب عبداللہ بن انیسؓ آئے تو آپؐ نے ان کی شکل دیکھتے ہی پہچان لیا کہ وہ کامیاب ہوکر آئے ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا: اَفْلَحَ الْوَجْهُ۔ یہ چہرہ تو بامراد نظر آتا ہے۔ عبداللہؓ نے عرض کیا اور کیا خوب عرض کیا ’’اَفْلَحَ وَجْهُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔‘‘ یارسول اللہؐ! سب کامیابی آپؐ کی ہے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کا عصا عبداللہ کو بطور انعام کے عطا فرمایا اور فرمایا ’’یہ عصا تمہیں جنت میں ٹیک لگانے کا کام دے گا۔‘‘ عبداللہ نے یہ مبارک عصا نہایت محبت واخلاص کے ساتھ اپنے پاس رکھا اور مرتے ہوئے وصیت کی کہ اسے ان کے ساتھ دفن کر دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خوشی سے جس کا اظہار آپؐ نے عبداللہ کی بامراد واپسی پر فرمایا اور اس انعام سے جو انہیں غیر معمولی طور پر عطا فرمایا پتہ لگتا ہے کہ آپؐ سفیان بن خالد کی فتنہ انگیزی کو نہایت خطرناک خیال فرماتے تھے اور اس کے قتل کو امن عامہ کے لئے ایک موجب رحمت سمجھتے تھے۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 512-513)

اسلام کے مخالف دشمنان آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپؐ نے امن برباد کیا اور انسانی جانوں کا خون کروایا۔ آپؐ کی انسانی جان کی قدر کا تو یہ حال ہے کہ دشمن قبیلے کے لوگوں کی جان بچانے کے لیے یہ ایک ترکیب نکالی کہ ایک جان کو قتل کرنا بہتر ہے تاکہ ان کے باقی لوگ بچ جائیں۔ یہ انسانی ہمدردی کی معراج ہے۔ آج کل کی نام نہاد دنیا چند لوگوں کو قتل کرنے کے بہانے معصوم بچوں اور عورتوں اور بوڑھوں کا خون کر رہے ہیں اور کہتے ہیں اور بڑی ڈھٹائی سے کہتے ہیں کہ یہ تو جنگ میں ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو باقاعدہ جنگوں میں بھی یہ حکم فرماتے تھے کسی بچے، بوڑھے، عورت اور مذہبی شخص کو جو براہ راست جنگ میں ملوث نہیں ہے قتل نہیں کرنا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی دعا المشرکین حدیث 2614)

(مسند احمد بن حنبل جلد اوّل صفحہ 768 حدیث 2728 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس یہ ہے اسوۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی تعلیم۔

اب سَرِیَّہ رَجِیع کا ذکر کروں گا کیونکہ اس کی تفصیل لمبی ہے۔ اس لیے کچھ حصہ آج پیش کروں گا۔ اس سریہ کو اس کے امیر مَرثَد بن ابی مَرثَد کی وجہ سے سریہ مَرثَد بن ابی مرثد بھی کہا جاتا ہے لیکن زیادہ معروف رجیع کا نام ہی ہے۔ (طبقات الکبری جلد 2 صفحہ 42 دار الکتب العلمیة بیروت 1990ء)

رجیع بنو ھُذَیل کا ایک چشمہ تھا جو حجاز میں واقع ہے۔ اس کا موجودہ نام وَطِیَّہ ہے جو مکہ مکرمہ سے ستر کلومیٹر کی مسافت پر شمال میں واقع ہے۔

(دائرہ معارف سیرت النبی رسول اللہؐ جلد 7، صفحہ 139، 138 بزم اقبال لاہور 2022ء)

یہ سریہ صفر چار ہجری کے شروع میں رجیع کی جانب پیش آیا۔

(سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 6 صفحہ 447 مطبوعہ دار السلام ریاض 1434ھ)

ابنِ اسحاقؒ اور ابنِ ہشامؒ کے مطابق یہ سریہ جنگِ اُحد کے بعد تیسرے سال میں ہوا۔ بخاری کی شرح فتح الباری اور مَوَاہِب میں لکھا ہے کہ تیسرے سال کے آخر میں یہ ہوا۔

(سیرت ابن اسحاق صفحہ 371 ذکر یوم الرجیع فی سنة ثلاث مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت 2004ء)

(ابن هشام صفحہ 591 ذکر یوم الرجیع فی سنة ثلاث مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت 2001ء)

(فتح الباری جلد 7 صفحہ 483 باب غزوة الرجیع قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

(المواهب اللدنیہ جلد 1 صفحہ 416، یوم الرجیع، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت 2004ء)

ہمارے ریسرچ سیل نے سریہ رجیع کے ضمن میں ایک نوٹ دیا ہے اور جو اس حوالے سے توجہ طلب ہے کہ اس میں بعض تاریخوں کا فرق پڑتا ہے۔ بہرحال جو تحقیق کرنے والے ہیں ہوسکتا ہے ان کے لیے فائدہ مند ہو اس لیے مَیں یہ بھی پڑھ دیتا ہوں کہ تاریخ وسیرت کی کتب میں یہاں تک کہ بخاری میں بھی سریہ رجیع اور بئر معونہ کے واقعات آپس میں خلط ملط ہوگئے ہیں اور بعض سیرت نگاروں نے اس کی طرف توجہ بھی دلائی ہے اور اس میں ایک سہو یہ بھی ہوا ہے کہ اکثر سیرت نگار سریہ رجیع کی تاریخ صفر چار ہجری لکھتے ہیں اور اس کی تفصیل اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ حضرت خُبَیبؓ اور حضرت زیدؓ کو مکہ میں فروخت کر دیا گیا لیکن حرمت والے مہینے شروع ہونے کی وجہ سے مکہ والوں نے انہیں قید میں رکھا اور جب حرمت والے مہینے ختم ہوگئے تو ان دونوں کو قتل کر دیا۔ یہ اکثر سیرت نگار بیان کرتے ہیں لیکن جب غور کیا جائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حرمت والے مہینے چار ہیں۔ تین مسلسل ہیں یعنی ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم جبکہ چوتھا مہینہ محرم کے پانچ ماہ بعد رجب کا ہے۔ اب جب صفر میں یہ سریہ ہوا تھا تو حرمت والے تین مہینے تو پہلے گزر چکے تھے اب صفر کے چار ماہ بعد حرمت والا چوتھا مہینہ آنا تھا اس لیے اگر یہ سریہ صفر چار ہجری کا تسلیم کیا جائے تو پھر یہ کہنا کہ حرمت والے مہینے شروع ہو چکے تھے یہ خلافِ عقل ہے اور پھر اسی طرح جب حرمت والے مہینے تھے ہی نہیں تو ان دونوں کو دیر تک قید رکھنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ مکہ والے جو کہ ان کو جلد از جلد قتل کر کے اپنی انتقام کی آگ ٹھنڈی کرنا چاہتے تھے انہیں کیا ضرورت تھی کہ خواہ مخواہ ان کو لمبا عرصہ قید رکھتے اور کھانے پینے اور حفاظت کی ذمے داری کا بوجھ اپنے سر پر لیتے۔ جو سیرت نگار اور مؤرخ یہ سریہ صفر چار ہجری میں

بیان کرتے ہیں انہوں نے ان سوالوں کو نہیں اٹھایا۔ ہمارے سامنے دو میں سے ایک راستہ ہے کہ یا تو یہ کہا جائے کہ حرمت والے مہینوں کی بات اور ان دونوں کا ایک عرصہ تک قید رہنے والی بات درست نہیں یا ہم یہ کہیں کہ یہ ساری روایات تو درست ہیں کہ حرمت والے مہینے بھی شروع ہو چکے تھے اور ایک عرصہ تک قید بھی رہے البتہ اس صورت میں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اکثر مؤرخین اور سیرت نگاروں کو اس سریہ کی تاریخ محفوظ کرنے میں سہو ہوا ہے اور ان مؤرخین کی جو بہت تھوڑے ہیں بات قابلِ ترجیح ہے کہ جو یہ بیان کرتے ہیں کہ جب ان کو مکہ میں فروخت کیا گیا تو اس وقت حرمت والے مہینے یعنی ذی قعدہ کا آغاز ہو چکا تھا۔ چنانچہ سیرت ابنِ اسحاق جو سیرت کی سب سے اوّلین کتب میں سے ایک ہے اور ابنِ ہشام ان دونوں نے سریہ رجیع کی تاریخ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ سریہ جنگِ اُحد کے بعد تین ہجری میں ہوا اور بخاری کے ایک مشہور اور مستند شارح ابن حجر فتح الباری میں اس حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ یہ واقعہ تین ہجری کے آخر میں ہوا اور اس کے حوالہ سے سیرت کی ایک اور مستند کتاب مواہب اللُّدُنِّیَّہ نے بھی یہ لکھا ہے۔ اس لیے زیادہ درست یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سریہ تین ہجری شوال کے آخری دنوں میں ہوا اور چونکہ صفر چار ہجری میں حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ کو شہید کیا گیا تھا اور جب ان کی شہادت کی خبر مدینہ پہنچی تو روایات میں یہ تاریخ آہستہ آہستہ زیادہ غالب آ گئی۔

بہر حال اللہ بہتر جانتا ہے۔ اس سریہ کا پس منظر یہ ہے۔ اس کے بارے میں لکھا ہے کہ گذشتہ سریہ یعنی سریہ عبداللہ بن انیسؓ میں ذکر ہوا ہے کہ بنولحیان کے سردار سفیان بن خالد کو قتل کروا دیا گیا جس کی وجہ سے یہ قبیلہ انتقام کی آگ میں بھڑک رہا تھا اور دن رات اس سوچ میں غرق رہنے لگا کہ کیا طریق ہو کہ مسلمانوں سے اس کا بدلہ لے سکیں۔ چنانچہ اس قبیلے کے کچھ لوگ قبیلہ عَضَل اور قارَہ کے پاس آئے۔ یہ لوگ تیراندازی میں بہت ماہر تھے۔ عَضَل قبیلہ بَنُو ہَوْنِ بنِ خُزَیمہ کی ایک شاخ تھی جو عَضَل بن دَیْش کی طرف منسوب ہوتا تھا۔ قارہ قبیلہ بھی ہون کی ایک شاخ تھی جو دیش کی طرف منسوب ہوتا تھا۔ بَنُو لَحْیَان نے ان کو کہا کہ تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ جاؤ اور ان سے درخواست کرو کہ وہ اپنے کچھ لوگ تمہارے ساتھ روانہ کریں تاکہ تمہارے قبیلہ میں اسلام کی دعوت و تبلیغ کا کام کر سکیں اور پوری امید ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کچھ ساتھی تم لوگوں کے ساتھ روانہ کر دیں۔ اور جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی تمہارے ساتھ آئیں تو ہم ان کو قریش مکہ کے ہاتھ فروخت کر دیں گے جس کے عوض ہمیں بھاری قیمت مل جائے گی اور مکہ والے ان کو قتل کر ڈالیں گے جس سے ہمارا بدلہ بھی پورا ہو جائے گا اور اس مال و دولت میں سے تم لوگوں کو بھی ہم ایک حصہ دیں گے۔ چنانچہ اس باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ عَضَل اور قارَہ قبیلہ کے سات افراد ایک وفد کی صورت میں مدینہ آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہنے لگے کہ ہمارے قبیلہ میں اسلام کی بڑی شہرت ہے۔ لہٰذا آپ اپنے کچھ لوگ ہمارے ساتھ روانہ کر دیں جو کہ وہاں دعوت اسلام کا کام کریں۔ اسی دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس افراد پر مشتمل ایک پارٹی تیار کی تھی جو مکہ کے اردگرد جاسوسی کرتے ہوئے سارے حالات کا جائزہ لے سکے۔ اب جب یہ وفد آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس افراد کی اسی جماعت کو ان کے ساتھ روانہ فرما دیا۔

(ماخوذ از سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 6 صفحہ 448-449 مطبوعہ دارالسلام ریاض 1434ھ)

ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ سات آدمی بھیجے تھے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6، صفحہ 40، دار الکتب العلمیة بیروت)

ابنِ ہشام نے لکھا ہے کہ آپؐ نے چھ صحابہؓ ان لوگوں کے ساتھ روانہ کیے تھے۔ جبکہ ابنِ سعد نے بیان کیا ہے کہ وہ دس تھے اور ان میں سے سات کے نام بیان کیے ہیں۔

(سیرت ابن ھشام صفحہ 432 دار ابن حزم بیروت)

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6، صفحہ 39، دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان)

صحیح بخاری میں دس افراد کا ذکر ہے۔ سیرت کی اکثر کتب میں بھی دس صحابہؓ کا ذکر ہے البتہ نام صرف سات صحابہ کے ملتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عاَصِم بن ثابِت کو اور بعض نے کہا کہ مَرثد بن ابی مَرثد غَنَوِی کو امیر بنایا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب فضل من شھد بدرًا حدیث 3989)

(ماخوذ از الطبقات الکبریٰ جلد 2 صفحہ 42 دار الکتب العلمیة بیروت)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''ہجرت کے چوتھے سال عرب کے دو قبائل عَضَل اور قارَہ نے اپنے نمائندے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج کر عرض کیا کہ ہمارے قبائل میں بہت سے آدمی اِسلام کی طرف مائل ہیں اور درخواست کی کہ کچھ آدمی جو تعلیم اِسلام سے پوری طرح سے واقف ہوں، بھیج دیئے جائیں تاکہ وہ ان کے درمیان رہ کر ان کو اِس نئے مذہب کی تعلیم دیں۔ دراصل یہ ایک سازش تھی جو اِسلام کے پکے دشمن بنولحیان نے کی تھی اور ان کا مقصد یہ تھا کہ جب یہ نمائندے مسلمانوں کو لے کر آئیں گے۔'' یہ نمائندے، یہ جو وفد انہوں نے بھیجا تھا یہ مسلمانوں کو لے کر جب آئیں گے ''تو وہ ان کو قتل کر کے اپنے رئیس سفیان بن خالد کا بدلہ لیں گے۔ چنانچہ انہوں نے عَضَل اور قارَہ کے نمائندوں کو اِس غرض سے کہ وہ چند مسلمانوں کو اپنے ساتھ لے آئیں، انعام کے بڑے بڑے وعدے دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ جب عَضَل اور قارَہ کے لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر درخواست کی تو آپؐ نے ان کی بات پر اعتبار کر کے دس مسلمانوں کو ان کے ساتھ کر دیا کہ ان کو اِسلام کے عقائد اور اصولوں کی تعلیم دیں۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 260)

چنانچہ یہ لوگ گئے اور پھر آگے جو واقعات ہیں ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

آج مَیں پھر یمن کے اسیران کے لیے خاص طور پر دعا کے لیے کہنا چاہتا ہوں۔ خاص طور پہ ان خاتون کے لیے جو وہاں کی صدر لجنہ بھی ہیں، ان کو بڑی مشکل میں رکھا ہوا ہے، قید میں رکھا ہوا ہے اور چند ایک اَور بھی جو اُن کی بات ماننے کو تیار نہیں ان کو بھی اسیر بنایا ہوا ہے، ان کے لیے خاص دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ پاکستان کے اسیران کے لیے بھی رہائی کے لیے دعا کریں۔ فلسطین کے لوگ، ان کے لیے بھی دعا کرتے رہیں۔ وہاں بھی لگتا ہے کہ حالات بہتر ہو رہے ہیں لیکن پھر خراب ہو جاتے ہیں۔ یہ جو اسرائیلی حکومت ہے، ڈھٹائی سے کام لے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے ظلم سے جلدی نجات دلوائے اور مسلمانوں کو بھی اپنا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 31/مئی 2024ء صفحہ 2 تا 6)

خُدایا! خلیفہ کو میرے شفا دے

فریاد بحضور ربِّ کائنات

..........(محمد ابراہیم سرورؔ، قادیان)..........

خدا! اُس کو تسکین صبح و مسا دے
تو مسرور کو میرے کامل شفا دے
سراپا دُعا ہے، خلیفہ ہمارا
اِلٰہی! اُسے تو مکمّل شفا دے
دُعاؤں میں لرزاں و سوزاں جو ہر آں
تو اُس دل کو اصفیٰ واقویٰ بنا دے
شفاؤں کے مالک! ذرا اِذنِ کُن ہو!
نویدِ شفا اُس کو، قادر! سُنا دے
کوئی درد و غم اُس کو چھو بھی نہ پائے
رِدا ایسی پہنا دے، ایسی قبا دے
تری قدرتوں کا بنا ہے جو مورد
تو اُس قلبِ اَطہر کو اجلیٰ بنا دے
وہ دل جو دھڑکتا ہے خَلقِ خدا میں
تو ضیاء دے، اُسے تو جِلاء دے
وہی اِک پیمبر ہے امن و اماں کا
وہی ہے جو دُنیا کو ربّ کی صدا دے
ہر اِک کے دکھوں میں وہ شامل ہمیشہ
سبھی کو ہی ہر پل وہ دل سے دعا دے
خدایا! سلامت خلیفہ کو رکھنا
دُعا گو ہیں سارے، تو اس کو شفا دے
اگرچہ ہے کمزوری لازم بشر کو
سبھی ضُعف اُسکے نقش اُسکے مٹا دے
کرم کر مرے پیارے، سرورؔ پہ ایسا
خلافت کا شیدائی عاشق بنا دے

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔ (سورۃ الانفال:3)

ترجمہ: مومن صرف وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ انکو ایمان میں بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں۔

طالب دعا: بی۔ایم۔خلیل احمد ولد مکرم بی۔ایم۔بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد باری تعالیٰ

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ (سورۃ النور:62)

پس جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے عزیزوں یا دوستوں پر سلام کہہ لیا کرو۔ یہ اللہ کی طرف سے بڑی برکت والی اور پاکیزہ دعا ہے۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام تمہیں کھول کر سناتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔

طالب دعا: سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابوذر الغفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: تم جہاں بھی رہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور (غلطی سے انجانے میں ہو جانے والی) بدی کے بعد نیکی کرو، جو بدی کے اثر کو مٹا دیتی ہے اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔

(مسند احمد بن حنبلؒ۔ مسند الانصار۔ حدیث ابی ذر الغفاریؓ)

طالب دعا: سید وسیم احمد و افراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

ان پارٹیوں کی تقسیم میں یہ خوشگوار اختلاف رونما ہوا کہ سلمان فارسی کس گروہ میں شمار ہوں۔ آیا وہ مہاجر سمجھے جائیں یا بوجہ اس کے کہ وہ اسلام کی آمد سے پہلے ہی مدینہ میں آئے ہوئے تھے انصار میں شمار ہوں۔ بوجہ اس کے کہ سلمان اس طریق جنگ کے محرک تھے اور ویسے بھی ایک مستعد اور باوجود بوڑھے ہونے کے مضبوط آدمی تھے ہر فرقہ ان کو اپنے ساتھ ملانا چاہتا تھا۔ آخر یہ اختلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا اور آپ نے فریقین کے دعاوی سن کر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ سلمان دونوں میں سے نہیں ہے بلکہ سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ یعنی ’’سلمان میرے اہل بیت میں شمار کئے جائیں۔‘‘ اس وقت سے سلمان کو یہ شرف حاصل ہوگیا کہ وہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے آدمی سمجھے جانے لگے۔

الغرض خندق کی تجویز پختہ ہونے کے بعد صحابہ کی جماعت مزدوروں کے لباس میں ملبوس ہوکر میدان کارزار میں نکل آئی۔ کھدائی کا کام کوئی آسان کام نہیں تھا اور پھر یہ موسم بھی سردی کا تھا جس کی وجہ سے ان ایام میں صحابہ نے سخت تکالیف اٹھائیں۔ اور چونکہ دوسرے کاروبار بالکل بند ہوگئے تھے اس لئے وہ لوگ جن کا کام روز کی روٹی روز کمانا تھا اور صحابہ میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں تھی ان کو تو ان دنوں میں بھوک اور فاقہ کشی کی مصیبت بھی برداشت کرنی پڑی اور چونکہ صحابہ کے پاس نوکر اور غلام بھی نہ تھے اس لئے سب صحابہ کو خود اپنے ہاتھ سے کام کرنا پڑتا تھا۔

جو دس دس کی ٹولیاں مقرر ہوئی تھیں انہوں نے اپنے کام کی اندرونی تقسیم اس طرح کی تھی کہ کچھ آدمی کھدائی کرتے تھے اور کچھ کھدی ہوئی مٹی اور پتھروں کو ٹوکریوں میں بھر بھر کر اپنے کندھوں پر لاد کر باہر پھینکتے جاتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیشتر حصہ اپنے وقت کا خندق کے پاس گزارتے تھے اور بسا اوقات خود بھی صحابہ کے ساتھ مل کر کھدائی اور مٹی کی ڈھلائی کا کام کرتے تھے اور ان کی طبیعتوں میں شگفتگی قائم رکھنے کے لئے بعض اوقات آپ کام کرتے ہوئے شعر پڑھنے لگ جاتے تھے جس پر صحابہ بھی آپ کے ساتھ سُر ملا کر وہی شعر دہراتے تھے۔ چنانچہ روایات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس موقع پر مندرجہ ذیل شعر پڑھنا خصوصیت کے ساتھ مذکور ہوا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَة
فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَة

یعنی ’’اے ہمارے مولا! اصل زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے۔ پس تو اپنے فضل سے ایسا سامان کر کہ انصار ومہاجرین کو آخرت کی زندگی میں تیری بخشش اور عطا نصیب ہوجاوے۔‘‘

اس شعر کے جواب میں بعض اوقات صحابہ یہ شعر پڑھتے تھے کہ

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَى الْجِهَادِ مَابَقِيْنَا اَبَدًا

یعنی ’’ہم وہ ہیں کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر یہ عہد کیا ہے کہ ہم ہمیشہ جب تک کہ ہماری جان میں جان ہے خدا کے رستے میں جہاد کرتے رہیں گے۔‘‘

اور کبھی آپ اور صحابہ عبد اللہ بن رواحہ انصاری کے یہ اشعار پڑھتے تھے

اَللّٰهُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
اِنَّ الْاُلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَاصَلَّيْنَا
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا
اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

یعنی ’’اے ہمارے مولا! اگر تیرا فضل نہ ہوتا تو ہمیں ہدایت نصیب نہ ہوتی اور ہم صدقہ وخیرات کرنے اور تیری عبادت کرنے کے قابل نہ بنتے۔ پس اے خدا! جب تو نے ہمیں اس حد تک پہنچایا ہے تو اب اس مصیبت کے وقت میں ہمارے دلوں کو سکینت عطا کر۔ اور اگر دشمن سے مقابلہ ہو تو ہمارے قدموں کو مضبوط رکھ۔ تو جانتا ہے کہ یہ لوگ ہمارے خلاف ظلم اور تعدی کے رنگ میں حملہ آور ہو رہے ہیں اور ان کی نیت ہمیں اپنے دین سے بے دین کرنا ہے مگر اے ہمارے خدا! تیرے فضل سے ہمارا یہ حال ہے کہ جب وہ ہمیں بے دین کرنے کے لئے کوئی تدبیر اختیار کرتے ہیں تو ہم ان کی تدبیر کو دور سے ہی ٹھکرا دیتے ہیں اور ان کے فتنہ میں پڑنے سے انکار کرتے ہیں۔‘‘

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب آخری مصرعہ پر پہنچتے تھے تو اپنی آواز کو بلند فرما دیتے تھے۔ ایک صحابی کی روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے وقت میں یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا کہ آپ کا جسم مبارک مٹی اٹھانے کی وجہ سے گرد وغبار سے بالکل ڈھکا ہوا تھا۔ بھوک اور فاقہ کشی کا یہ عالم تھا کہ اور صحابیوں کا تو کیا کہنا ہے خود سرور کائناتؐ پر کئی کئی وقت کا فاقہ آجاتا تھا اور آپ اس کی تکلیف سے بچنے کے لئے پیٹ پر پتھر باندھے پھرتے تھے۔

اسی تنگی اور شدت کی حالت میں خندق کھودتے کھودتے ایک جگہ سے ایک پتھر نکلا جو کسی طرح ٹوٹنے میں نہ آتا تھا اور صحابہ کا یہ حال تھا کہ وہ تین دن کے مسلسل فاقہ سے سخت نڈھال ہو رہے تھے۔ آخر تنگ آکر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ایک پتھر ہے جو ٹوٹنے میں نہیں آتا۔ اس وقت آپ کا بھی یہ حال تھا کہ بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا مگر آپؐ فوراً وہاں تشریف لے گئے اور ایک کدال لے کر اللہ کا نام لیتے ہوئے اس پتھر پر ماری۔ لوہے کے لگنے سے پتھر میں سے ایک شعلہ نکلا جس پر آپ نے زور کے ساتھ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا۔ اور فرمایا کہ مجھے مملکت شام کی کُنجیاں دی گئی ہیں۔ اور خدا کی قسم اس وقت شام کے سرخ محلات میری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ اس ضرب سے وہ پتھر کسی قدر شکستہ ہوگیا۔ دوسری دفعہ آپ نے پھر اللہ کا نام لے کر کدال چلائی اور پھر ایک شعلہ نکلا جس پر آپ نے پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا۔ اور فرمایا اس دفعہ مجھے فارس کی کُنجیاں دی گئی ہیں اور مدائن کے سفید محلات مجھے نظر آرہے ہیں۔ اس دفعہ پتھر کسی قدر زیادہ شکستہ ہوگیا۔ تیسری دفعہ آپؐ نے پھر کدال ماری جس کے نتیجہ میں پھر ایک شعلہ نکلا اور آپ نے پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا اور فرمایا اب مجھے یمن کی کُنجیاں دی گئی ہیں اور خدا کی قسم صنعاء کے دروازے مجھے اس وقت دکھائے جارہے ہیں۔ اس دفعہ وہ پتھر بالکل شکستہ ہوکر اپنی جگہ سے گر گیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر موقع پر بلند آواز سے تکبیر کہی اور پھر بعد میں صحابہ کے دریافت کرنے پر آپؐ نے یہ کشوف بیان فرمائے اور مسلمان اس عارضی روک کو دور کرکے پھر اپنے کام میں مصروف ہوگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ نظارے عالم کشف سے تعلق رکھتے تھے۔ گویا اس تنگی کے وقت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسلمانوں کی آئندہ فتوحات اور فراخیوں کے مناظر دکھا کر صحابہ میں امید وشگفتگی کی روح پیدا فرمائی مگر بظاہر حالات یہ وقت ایسا تنگی اور تکلیف کا وقت تھا کہ منافقین مدینہ نے ان وعدوں کو سن کر مسلمانوں پر پھبتیاں اڑائیں کہ گھر سے باہر قدم رکھنے کی طاقت نہیں اور قیصر وکسریٰ کی مملکتوں کے خواب دیکھے جارہے ہیں۔ مگر خدا کے علم میں یہ ساری نعمتیں مسلمانوں کے لئے مقدر ہوچکی تھیں۔ چنانچہ یہ وعدے اپنے اپنے وقت پر یعنی کچھ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام میں اور زیادہ تر آپ کے خلفاء کے زمانہ میں پورے ہوکر مسلمانوں کے ازدیاد ایمان وامتنان کا باعث ہوئے۔

اسی موقع پر ایک مخلص صحابی جابر بن عبد اللہ نے آپ کے چہرہ پر بھوک کی وجہ سے کمزوری اور نقاہت کے آثار دیکھ کر آپ سے اپنے گھر جانے کی اجازت لی۔ اور گھر آکر اپنی بیوی سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھوک کی شدت کی وجہ سے سخت تکلیف معلوم ہوتی ہے۔ کیا تمہارے پاس کھانے کے لئے کچھ ہے؟ اس نے کہا ہاں کچھ جَو کا آٹا ہے اور ایک بکری ہے۔ جابر کہتے ہیں کہ اس پر میں نے بکری کو ذبح کیا اور آٹے کو گوندھا اور پھر اپنی بیوی سے کہا کہ تم کھانا تیار کرو۔ میں رسول اللہ کی خدمت میں جاکر عرض کرتا ہوں کہ تشریف لے آئیں۔ میری بیوی نے کہا دیکھنا مجھے ذلیل نہ کرنا۔ کھانا تھوڑا ہے رسول اللہ کے ساتھ زیادہ لوگ نہ آئیں۔ جابر کہتے ہیں کہ میں گیا اور میں نے آہستگی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے پاس کچھ گوشت اور جَو کا آٹا ہے جن کے پکانے کے لئے میں اپنی بیوی سے کہہ آیا ہوں آپ اپنے چند اصحاب کے ساتھ تشریف لے چلیں اور کھانا تناول فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ کھانا کتنا ہے میں نے عرض کیا کہ اس اس قدر ہے۔ آپ نے فرمایا بہت ہے۔ پھر آپ نے اپنے اردگرد نگاہ ڈال کر بلند آواز سے فرمایا ’’اے انصار ومہاجرین کی جماعت! چلو جابر نے ہماری دعوت کی ہے چل کر کھانا کھالو‘‘۔ اس آواز پر کوئی ایک ہزار فاقہ مست صحابی آپ کے ساتھ ہولئے۔ آپؐ نے جابر سے فرمایا کہ تم جلدی جلدی جاؤ اور اپنی بیوی سے کہہ دو کہ جب تک میں نہ آلوں ہنڈیا کو چولہے پر سے نہ اتارے اور نہ ہی روٹیاں پکانا شروع کرے۔ جابر نے جلدی سے جاکر اپنی بیوی کو اطلاع دی اور وہ بیچاری سخت گھبرائی کہ کھانا تو صرف چند آدمیوں کے اندازہ کا ہے اور آرہے ہیں اتنے لوگ! اب کیا ہوگا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پہنچتے ہی بڑے اطمینان کے ساتھ ہنڈیا اور آٹے کے برتن پر دعا فرمائی اور پھر فرمایا اب روٹیاں پکانا شروع کردو۔ اس کے بعد آپ نے آہستہ آہستہ کھانا تقسیم کرنا شروع فرما دیا۔ جابر روایت کرتے ہیں کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی کھانے سے سب لوگ سیر ہوکر اٹھ گئے اور ابھی ہماری ہنڈیا اسی طرح ابل رہی تھی۔ اور آٹا اسی طرح پک رہا تھا۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 575 تا 578، مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کے دل میں ایمان اور کفر نیز صدق اور کذب اکٹھے نہیں ہوسکتے اور نہ ہی امانت اور خیانت اکٹھے ہوسکتے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 349 مطبوعہ بیروت)

طالب دعا : شیخ صادق علی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبرکوٹ، صوبہ اڈیشہ)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(1478) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ برکت بی بی صاحبہ اہلیہ اللہ یار صاحب ٹھیکیدار نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم پر بہت قرضہ ہوگیا تھا۔ میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’لکڑی کا کاروبار کرو۔‘‘ چنانچہ لکڑی کے کاروبار سے ہم کو بہت فائدہ ہوا۔

(1479) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ برکت بی بی صاحبہ اہلیہ اللہ یار صاحب ٹھیکیدار نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں اور میری بہن مکیریاں سے آئے۔ طاعون کے دن تھے۔ حضور علیہ السلام کے دروازہ پر پہرہ تھا۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ’’تم کو کسی نے نہیں روکا؟‘‘ عرض کیا کہ نہیں۔ حضورؑ ہم کو کسی نے نہیں روکا۔ حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ ’’جہاں سے تم آئی ہو وہاں تو طاعون نہیں تھا؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’کوئی جگہ خالی نہیں رہے گی سب جگہ طاعون پڑ جائے گی‘‘

(1480) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ماہ رمضان کا روزہ خود چاند دیکھ کر تو نہیں بعض غیر احمدیوں کی شہادت پر روزہ رکھ لیا اور اسی دن (ہم) قادیان قریباً ظہر کے وقت پہنچے اور یہ ذکر کیا کہ ہم نے روزہ رکھا ہوا ہے اور حضور علیہ السلام بھی مسجد میں تشریف لے آئے۔ اسی وقت احادیث کی کتابیں مسجد میں ہی منگوائی گئیں اور بڑی توجہ سے غور ہونا شروع ہوگیا کیونکہ قادیان میں اس روز روزہ نہیں رکھا ہوا تھا۔ اسی دوران میں ہم سے سوال ہوا کہ ’’کیا چاند تم نے خود دیکھ کر روزہ رکھا ہے؟‘‘ ہم نے عرض کیا کہ ’’بعض غیر احمدیوں نے دیکھا تھا‘‘ ہمارے اس فقرے کے کہنے پر کہ ’’چاند غیر احمدیوں نے دیکھا تھا‘‘ کتاب کو تہہ کر دیا اور فرمایا کہ ’’ہم نے سمجھا تھا کہ تم نے خود چاند دیکھ کر روزہ رکھا ہے اس لئے تحقیقات شروع کی تھی۔ اس کے بعد دیر تک ہنستے رہے۔‘‘

(1481) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ برکت بی بی صاحبہ اہلیہ اللہ یار صاحب ٹھیکیدار نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک مرتبہ میرے والد ماسٹر ظہیر الدین صاحب بیمار ہو گئے تو میرے خاوند ان کو قادیان میں لے آئے۔ حضور علیہ السلام ان دنوں دہلی تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ جب میرے والد صاحب کی بیماری زیادہ بڑھ گئی تو ان کے رشتہ داران کو لے گئے۔ کہتے تھے کہ کہیں اپنی لڑکی کے گھر میں ہی فوت نہ ہو جائیں۔ وہ اسی بیماری سے فوت ہو گئے تھے۔ جب حضور علیہ السلام دہلی سے واپس آئے تو میں سلام کے واسطے گئی۔ حضورؑ میری آواز سن کر کمرے سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ ’’برکت! تیرے والد کے فوت ہونے کا افسوس ہے۔‘‘ میں رو پڑی۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ’’رو نہیں۔ ہر ایک نے فوت ہونا ہے۔ تسلی رکھنی چاہئے۔‘‘ جب سے حضور علیہ السلام نے ایسا فرمایا تھا میرا رونا اور غم کرنا بند ہو گیا تھا۔

(1482) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جن ایام میں مقدمات شروع ہوئے تھے اور عیسائی کلارک والے مقدمہ کا فیصلہ ہوا تھا اور پیلا طوس بہادر صاحب ڈپٹی کمشنر ڈگلس گورداسپور نے فیصلہ کرتے وقت حضور علیہ السلام کو مبارکباد کہہ کر بری کیا تھا اور یہ بھی دریافت کیا تھا کہ ’’کیا آپؑ کلارک وغیرہ پر ازالہ حیثیت کا استغاثہ کریں گے؟‘‘ حضورؑ نے کہا تھا کہ ’’میں دنیاوی حکومتوں کے آگے استغاثہ کرنا نہیں چاہتا۔ میری فریاد اپنے اللہ تعالیٰ کے آگے ہے۔‘‘ اس فقرہ کا اس پر اچھا تاثر ہوا تھا۔ احمدیوں کو اس مقدمہ میں عزت کے ساتھ بریت کی بڑی خوشی تھی۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے (بطالوی) عیسائیوں کی تائید میں شہادت دی تھی۔ بریت پر اس کو بھاری ذلت پہنچ چکی تھی۔ عبد اللہ آتھم عیسائی بھی میعاد پیشگوئی میں مرعوب ہو کر بڑبڑاتا رہا تھا کہ ’’مجھ پر سانپ چھوڑے گئے ہیں اور تلواروں والے حملہ آور ہوئے وغیرہ۔ مولوی محمد حسین نے بھی آٹھ کروڑ مسلمانان ہندوستان کا باوجود نمائندہ ہونے کے ایک چھری خرید لی جس کو جیب میں رکھتا تھا۔

ایک روز شیخ محمد بخش سب انسپکٹر تھانہ بٹالہ کے پاس یہ ذکر کر دیا اور ان کو چھری دکھلائی۔ سب انسپکٹر نے نقضِ امن کی رپورٹ کر دی اور ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے فریقین کو طلب کر لیا۔ ادھر سب انسپکٹر نے جوشِ سب انسپکٹری میں کہہ دیا کہ ’’آگے ہی مرزا کلارک والے مقدمہ سے بچ گیا تھا۔ اب بچا تو جانیں گے۔‘‘ اس طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح موعودؑ کو بریت کی خبر دے دی کہ ’’ یَعُضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْہِ وَیُوْثِقُ ‘‘ کہ ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا اور روکا جائے گا۔ غرض اس مقدمہ میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دورہ پر تھے، بمقام کارخانہ دھاریوال پیشی تھی اور رمضان کا مہینہ تھا۔ تاریخ سے پہلے خیال تھا کہ کارخانہ دھاریوال کے قریب کسی جگہ ڈیرہ لگایا جائے تاکہ پیشی کے وقت تکلیف نہ ہو۔ (قادیان سے آٹھ میل سفر تھا) پہلے موضع لیل میں کوشش کی گئی لیکن افسوس کہ مسلمانانِ لیل نے انکار کر دیا۔ بعدش موضع کھونڈا تجویز ہوگئی اور رانی ایشر کور صاحبہ جو موضع کھونڈا کی رئیسہ تھی اس نے حضرت اقدس کی تشریف آوری پر بہت خوشی کا اظہار کیا اور اپنے مصاحبوں کو حضور علیہ السلام کے استقبال کے لئے آگے بھیجا اور اپنا عالی شان مکان صاف کرا کر رہائش کے لئے دے دیا اور اپنے مصاحبوں کے ذریعہ نذرانہ پیش کیا اور کہلا بھیجا کہ مجھے حضور کی آنے کی اس قدر خوشی ہوئی ہے کہ میں سمجھتی ہوں کہ سردار جیمل سنگھ صاحب سرگباش آگئے ہیں (سردار جیمل سنگھ صاحب رانی موصوفہ کے خسر تھے) اس رات کو رانی صاحبہ موصوفہ نے حضور علیہ السلام کو مع خدام پُر تکلف دعوت دی حضور علیہ السلام نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔

اس سفر میں سیٹھ عبد الرحمن صاحب مدراسی بھی ساتھ تھے۔ حضورؑ پالکی میں تھے۔ (پالکی قدیم پنجاب کی سواری تھی قریباً چار آدمی اٹھاتے تھے) اور سیٹھ صاحب یکّہ پر تھے۔ ہم سب بھائی پالکی کے ساتھ ساتھ چلتے تھے اور ہم نے روزے رکھے ہوئے تھے۔ جب روزے کا ذکر ہوا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’سفر میں روزہ نہیں ہے۔‘‘ ہم نے اسی وقت افطار کر دئے۔

دوسرے روز بمقام کارخانہ دھاریوال میں پیش ہوئے (کھونڈا سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا) آئندہ تاریخ گورداسپور کی ہوگئی۔ زائرین کا ہجوم اس قدر تھا کہ آخر حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی گئی کہ زائرین مضطرب زیارت ہیں لیکن کثرت کی وجہ سے اطمینان سے زیارت نہیں کر سکتے۔ حضور علیہ السلام درخواست کو منظور فرما کر نہر کے پل پر کھڑے ہو گئے اور لوگوں کو زیارت کا موقع دیا گیا۔

نوٹ: مولوی محمد حسین اس نظارہ کو دیکھتا تھا لیکن حسرت کی نگاہ سے (افسوس) آخر مجسٹریٹ ضلع نے مولوی محمد حسین سے لکھوا لیا کہ ’’میں آئندہ مرزا صاحب کو کافر نہیں کہوں گا۔‘‘ اور سب انسپکٹر کے ہاتھوں پر مہری (چندرا) کے زخم ہو گئے جس سے وہ جانبر نہ ہو سکا۔

صدق اللہ تعالیٰ۔ ’’یَعُضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْہِ وَیُوْثِقُ‘‘۔ حضور علیہ السلام سے اسی مجسٹریٹ ضلع نے پوچھا کہ آپ اس کو کافر کہتے ہیں حضورؑ نے جواب دیا کہ ’’میں نے اس کو نہیں کہا بلکہ اس نے مجھ پر کفر کا فتوی لگایا اس لئے وہ خود کافر ہوا۔‘‘ اور اس پر آپ نے دستخط کر دئے۔‘‘

(1483) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ برکت بی بی صاحبہ اہلیہ اللہ یار صاحب ٹھیکیدار نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میں اکثر اپنی بہن کے لڑکے کو جو چھ یا آٹھ سال کا تھا حضرت اقدسؑ کے گھر میں لے جاتی تھی۔ ایک دن اس کو جبکہ نماز پڑھ رہی تھی کھانسی ہوئی۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ’’اس بچہ کو کالی کھانسی ہے جب تک آرام نہ ہو یہاں ساتھ نہ لایا کرو۔‘‘ میں نے عرض کی کہ حضور دعا فرماویں کہ آرام ہو جائے۔ چنانچہ بچہ کو جلد آرام ہو گیا تھا۔

(1484) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ابتدائے دعویٰ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وقت مولوی اللہ دتہ، محمد علی وغیرہ سوہلوی کے ساتھ مقابلہ ہوتا رہتا تھا۔ ایک دفعہ موضع اٹھوال ضلع گورداسپور میں (اٹھوال میں اب بفضل خدا کافی جماعت قائم ہے) مقابلہ ہوا۔ چونکہ اس سے پہلے کئی مقابلے ہو چکے تھے اس لئے اس روز مباہلہ پر زور دیا گیا کہ مباہلہ کیا جاوے تا فیصلہ ہو جاوے۔ صدہا آدمی موجود تھے۔ قریباً کئی گھنٹہ تک بالمقابل مباہلہ پر گفتگو ہوتی رہی۔ احمدیت کی طرف سے خاکسار بولتا تھا اور مخالفین کی طرف سے مولوی اللہ دتہ تھا۔ وہ تمسخر واستہزاء میں وقت ضائع کر رہا تھا۔ ہر چند امن کے ساتھ تصفیہ کی طرف متوجہ کیا گیا لیکن وہ تمسخر واستہزاء سے باز نہ آیا۔ آخر مجلس بلا تصفیہ برخواست ہوگئی۔

مجھے یاد ہے کہ شیخ غلام مرتضیٰ صاحب والد شیخ یوسف علی صاحب (سابق پرائیویٹ سیکرٹری حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) وہاں مع دیگران موجود تھے۔ احمدیوں کے کلام اور رویہ سے نہایت متاثر تھے۔ خیر مباہلہ تو نہ ہوا لیکن خدا تعالیٰ کی مشیت نے اسی سال کے اندر ہی مولوی اللہ دتہ کو طاعون میں گرفتار کر کے ہلاک کر دیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

تقویٰ کوئی چھوٹی چیز نہیں۔ اس کے ذریعہ ان تمام شیطانوں کا مقابلہ کرنا ہوتا ہے جو انسان کی ہر ایک اندرونی طاقت وقوت پر غلبہ پائے ہوئے ہیں۔ یہ تمام قوتیں نفس امارہ کی حالت میں انسان کے اندر شیطان ہیں اگر اصلاح نہ پائیں گی تو انسان کو غلام کر لیں گی۔ (ملفوظات جلد اول، صفحہ نمبر 28 مطبوعہ قادیان 2018)

طالبِ دُعا : صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

سچا مذہب وہی ہے جو انسانی قویٰ کا مربی ہو نہ کہ ان کا استیصال کرے، رجولیت یا غضب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے فطرت انسانی میں رکھے گئے ہیں ان کو چھوڑنا خدا کا مقابلہ کرنا ہے جیسے تارک الدنیا ہونا یا راہب بن جانا۔ یہ تمام حق العباد کو تلف کرنے والے ہیں اگر یہ امر ایسا ہی ہوتا تو گویا اس خدا پر اعتراض ہے جس نے یہ قویٰ ہم میں پیدا کئے۔ (ملفوظات جلد اول، صفحہ نمبر 28 مطبوعہ قادیان 2018)

طالبِ دُعا : جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

اُذْكُرُوْا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

میرے پیارے والد مکرم سید بشارت احمد صاحب

(سید زبیر احمد نائب ناظر امور عامہ قادیان)

ہمارے بہت ہی پیارے اور شفیق والد مکرم و محترم سید بشارت احمد صاحب مورخہ 7 فروری 2024 بروز بدھ بعد نماز عشاء اچانک حرکت قلب بند ہوجانیکی وجہ سے بقضائے الٰہی وفات پاگئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی پیدائش مورخہ 15 ر اکتوبر 1958ء بمقام سونگڑہ صوبہ اڈیشہ ہوئی۔ محترم سید بدرالدین احمد صاحب مرحوم خادم سلسلہ کے بیٹے اور محترم سید اختر الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے اور محترم سید سعیدالدین احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑپوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے پڑدادا اور دادا دونوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کے پڑدادا حضرت مولوی سید سعیدالدین احمد صاحب رضی اللہ عنہ کو جنوری 1900ء میں بذریعہ خط حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ (الحکم 30 جنوری 1900ء) پھر اسی سال یعنی 1900ء میں قادیان آکر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے شرف ملاقات اور دستی بیعت کی سعادت حاصل کی۔ آپ سونگھڑہ صوبہ اڈیشہ کے اولین صحابہ میں سے تھے۔ آپ اپنے علاقہ کے زمیندار اور رئیس تھے۔

مرحوم کے دادا حضرت مولوی سید اختر الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے بھی 1900ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریری بیعت کرلی تھی۔ پھر 21 اکتوبر 1902ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 103 ایڈیشن 1984ء) بیعت کے بعد قریب ایک سال تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں رہے اس وقت آپ کی عمر 24 سال تھی آپ فرماتے تھے کہ ان دنوں خاکسار اور خاکسار کے ماموں مولوی سید احمد حسین صاحب رضی اللہ عنہ صرف دو مہمان کٹک سے تھے۔ ہم دونوں کے لئے کئی ماہ تک چاول کے مکلف کھانے آتے رہے۔ (بحوالہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 30 دسمبر 2011ء)

ملفوظات جلد دوئم صفحہ 434 میں ہے کہ:

’’پھر تین صاحبوں نے حضرت اقدس سے بیعت کی جس میں ایک صاحب سید اختر الدین احمد ساکن کٹک بنگال بھی تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے احمد حسین صاحب آمدہ از کٹک کی طرف سے ایک کرنسی نوٹ اور کچھ زیورات حضرت کی خدمت میں پیش کئے۔ زیورات ان کی اہلیہ مرحومہ کی طرف سے تھے جن کی وصیت تھی کہ یہ خاص حضرت اقدس کی خدمت میں دینی خدمت کیلئے دیئے جائیں۔ حضرت اقدس نے ان کے اخلاق کی تعریف کی اور فرمایا کہ: خدا ان کو آخرین منہم (الجمعہ: ۴) میں ملاوے۔‘‘

(ملفوظات جلد دوئم صفحہ 434)

والد صاحب کے سسر محترم چوہدری محمد اسماعیل ننگلی صاحب مرحوم درویش تھے۔ والد صاحب مرحوم نے قادیان کے دینی ماحول میں تعلیم و تربیت پائی۔ میٹرک کے بعد خدمت سلسلہ کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا اور بعد میں اپنی زندگی وقف کی۔ مزید تعلیم حاصل کرتے ہوئے آپ نے ادیب فاضل اور حکمت کی سندات بھی حاصل کیں۔ لمبا عرصہ مختلف جماعتی ادارہ جات میں خدمات بجالانے کے بعد مورخہ 14 اکتوبر 2018ء کو ریٹائر ہوئے۔ وفات کے وقت بطور صدر محلہ باب الامین قادیان اور نائب آڈیٹر دفتر مجلس انصار اللہ بھارت و نگران تزئین محلہ باب الامین قادیان خدمت بجالانے کی سعادت پارہے تھے۔

والد صاحب بہت پیار کرنے والے خاموش طبیعت سب سے مُسکرا کے ملنے والے، ہمدرد، ملنسار اور دکھ سکھ میں سب کے کام آنے والے، بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ اپنی ساری زندگی نہایت سادگی، ایمانداری اور وفا کے ساتھ گزاری۔

آپ نے 28 ر نومبر 1976ء کو خدمات سلسلہ کا آغاز کرتے ہوئے تعلیم الاسلام ہائی اسکول میں 3 ماہ تدریسی خدمات سرانجام دیں پھر نظارت بیت المال آمد، دعوت و تبلیغ میں بطور امپرسٹ کام کیا۔ 1977ء تا 1986ء احمدیہ شفاخانہ میں بطور کمپاؤنڈر کام کیا اسکے بعد 1991ء تک قائم مقام انچارج احمدیہ شفاخانہ خدمات سرانجام دیں۔ بعدہٗ 2012ء تک نظارت امور عامہ و جامعہ احمدیہ میں بطور امپرسٹ کلرک خدمت کی۔ بعدازاں نظارت نشر و اشاعت قادیان میں بھی عرصہ 6 سال تک خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کا عرصہ خدمت کم و بیش 42 سال کا ہے۔ اس عرصہ میں آپ نے نہایت اخلاص واطاعت کا نمونہ پیش کیا اور جب بھی آپ کو دفتری کام کے لئے بُلایا جاتا خواہ رخصت پر ہوں یا چھٹی کا دن ہو حاضر ہوتے۔ ہر کام خندہ پیشانی سے، نہایت دیانت وامانتداری کیساتھ سلسلہ کا درد رکھتے ہوئے کیا۔

پنج وقتہ نمازی اور دعا گو تھے۔ کوئی بھی پریشانی پیش آتی تو خلیفہ وقت کو دُعا کے لئے لکھتے اور خود بھی دعا میں لگ جاتے اور اللہ تعالیٰ پر مکمل توکل کرتے۔ وقت کی پابندی، نماز تہجد کی باقاعدگی سے ادائیگی نماز فجر کے بعد تلاوت قرآن کریم کا ذوق، خلیفہ وقت سے بے انتہا و بے لوث محبت اور خوش اخلاقی وخوش مزاجی، جماعتی ذمہ داران کی اطاعت آپ کے نمایاں اوصاف تھے۔ پرندوں کے ساتھ بہت لگاؤ تھا۔ باقاعدگی سے پرندوں کا دانہ ڈالتے۔

آپ جلسہ سالانہ قادیان پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کا اپنے گھر پر قیام و طعام کا اہتمام بہت شوق اور اخلاص کے ساتھ کیا کرتے تھے اور ہر طرح سے ان کا خیال رکھتے۔ وفات کے بعد بہت سے مہمانوں نے فون پر تعزیت کی اور بتایا کہ یہ شخص ہمیشہ مسکرانے والا، بہت محبت کرنے والا تھا، کبھی محسوس نہ ہونے دیا کہ ہم اپنے گھر میں نہیں ہیں۔

مرحوم نے دور درویشی کا ابتدائی غربت کا زمانہ بھی دیکھا اور بعد میں خلافت احمدیہ کی برکت کے طفیل آسودگی کا وقت بھی گزارا۔ کسی بھی حال میں صبر اور شکر کا دامن نہیں چھوڑا۔ شکر وقناعت اور استقامت کے ساتھ سادہ زندگی بسر کی۔ خلافت کے ساتھ محبت اور وفا کا خاص تعلق تھا۔ 2017ء میں جلسہ سالانہ لندن پر قادیان دارالامان سے بطور نمائندہ شرکت کی توفیق ملی۔ حضور انور کے ساتھ کئی بار شرف ملاقات نصیب ہوا۔

عمرہ کرنیکی شدید خواہش تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خواہش بھی پوری فرمائی اور سن 2020ء میں والدہ صاحبہ کیساتھ عمرہ کرنیکی سعادت نصیب ہوئی الحمدللہ۔

مقامی طور پر مجلس عاملہ کے سیکریٹری امور عامہ، صدر محلہ و نائب صدر محلہ اور جلسہ سالانہ میں ناظم بازار کی حیثیت سے سالہا سال خدمت کی توفیق ملی۔ علاوہ ازیں ذیلی تنظیمات میں بھی قائد ایثار، خدمت خلق، وزعیم محلہ باب الامین جیسے مختلف عہدوں پر خدمات بجالانے کے ساتھ ساتھ ماہر امپرسٹ تھے۔ مجلس انصار اللہ کی طرف سے بھی طبی کیمپوں میں متعدد بار مجالس میں جاکر خدمت کرنے کا موقع ملا۔ مرکزی و مقامی سالانہ اجتماعات کے علمی و ورزشی مقابلہ جات میں بھی کئی سالوں سے نمایاں پوزیشن حاصل کرتے رہے۔ وفات کے وقت بھی آپ مسرور ٹورنامنٹ (بیڈمنٹن) کا میچ کھیل رہے تھے۔ آپ نے بیڈمنٹن کورٹ خود وقارعمل کے ذریعہ تیار کروایا تاکہ محلہ کے نوجوان اس سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی صحت کا خیال رکھ سکیں۔ روزانہ صبح و شام اپنی نگرانی میں بیڈمنٹن کے مقابلے کرواتے۔ نوجوانوں کو مسجد میں آکر نماز پڑھنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکمت میں بھی دسترس عطا کی تھی جس سے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچاتے تھے۔ بہت سارے مریض جن کے پاس پیسے نہیں ہوتے تھے اُن کا مفت علاج کرتے تھے۔ اور ان کے لئے دعا بھی کرتے تھے۔ کئی غیر مسلم مریضوں نے بتایا کہ ان کی دعاؤں میں اثر تھا جس سے ہمیں شفاء حاصل ہوتی تھی۔ بازار کے بہت سے دوکاندار اور گردونواح کے لوگوں نے آپ کی خوش اخلاقی اور ملنساری کا ذکر کیا۔

آپ نے بہت سے ضرورت مندوں کے لئے وظائف جاری کروانے میں ان کی بہت مدد کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی جملہ خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین۔

آپ کی نماز جنازہ مورخہ 9 ر فروری 2024ء بروز جمعہ بعد نماز عصر جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ قادیان میں محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے پڑھائی۔ بعد ازاں بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحوم کی نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں اپنوں اور غیروں نے شرکت کی اور مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی۔

آپ نے اپنے پیچھے والدہ صاحبہ کے علاوہ تین بیٹے خاکسار سید زبیر احمد، مکرم سید مبشر احمد صاحب آف جرمنی اور مکرم سید برکات احمد صاحب آف جرمنی و پوتے پوتیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ تمام پسماندگان اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف رنگوں میں سلسلہ احمدیہ کی خدمات بجالانے کی سعادت پارہے ہیں۔

خاکسار کے خط کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا تعزیتی خط موصول ہوا۔ پیارے آقا نے ازراہ شفقت والد صاحب کی مغفرت کیلئے دعا فرمائی اور اہل خانہ سے تعزیت کا اظہار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ والد صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ پسماندگان کو مرحوم کی نیکیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

مکرم تنویر احمد ناصر صاحب نے والد صاحب کے اوصاف منظوم کلام میں بیان کئے ہیں خاکسار اُن کا بہت ممنون ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

☆......☆......☆

ہو مبارک آپ کو فردوس کی ٹھنڈی ہوا

(تنویر احمد ناصر نائب ناظر نشر و اشاعت قادیان)

اِک گُلِ رعنا جو ہم کو داغ ہجرت دے گیا	کھو گیا صبر و قرار و چین دل کا لے گیا
کتنی صبحیں، کتنی شامیں ساتھ گزرے کتنے دن	اب گزرتا ہی نہیں کوئی بھی لمحہ آپ بن
یاد آتا ہے وہ بچپن وہ جوانی وہ ترنگ	وہ حسیں لمحے وہ راتیں اور باتیں آپ سنگ
ہم کو کندھوں پر اُٹھانا، ہنسنا، گانا، کھیلنا	سب کو خوش رکھنا غموں کو اپنے اوپر جھیلنا
مُسکرا کر سب سے ملنا تھی نشانی آپ کی	یاد آتی ہے وہ بھولی بھالی صورت آپ کی
آپ کی یادوں سے مہکا ہے یہ مسکن یہ صحن	پر مجھے سونے نہیں دیتا یہ غم اور یہ محن
بارگاہِ ایزدی سے جب ہوا حکم سفر	ہنستے ہنستے ہو گیا اس دارِ فانی سے گزر
پاک صورت، پاک سیرت، نیک دل اور غمگسار	متقی و پاک باز و صادق و عالی وقار
سادگی، پرہیز گاری، دینداری تھے شِعار	دین پر شیدا خلافت کے بھی تھے طاعت گزار
ایک اک کر کے نگینے لوگ رخصت ہو گئے	اوڑھ کر مٹی کی چادر ماہ و اختر سو گئے
ہو مبارک آپ کو فردوس کی ٹھنڈی ہوا	قُرب مولیٰ بھی ملے، ہوں رحمتیں ہر دم عطا

......☆......☆......

حصولِ فضل کا اقرب طریق دعا ہے اور دعا کامل کے لوازمات یہ ہیں کہ اس میں رِقّت ہو، اضطراب اور گدازش ہو جو دعا عاجزی، اضطراب اور شکستہ دلی سے بھری ہوئی ہو وہ خدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچ لاتی ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 29 مارچ 2024 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 187 کی تلاوت فرمائی: وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ۔ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (البقرۃ: 187) اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً مَیں قریب ہوں۔ مَیں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہیے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

سوال: حصول فضل کا اقرب طریق کیا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: حصولِ فضل کا اقرب طریق دعا ہے اور دعا کامل کے لوازمات یہ ہیں کہ اس میں رِقّت ہو، اضطراب اور گدازش ہو۔ جو دعا عاجزی، اضطراب اور شکستہ دلی سے بھری ہوئی ہو وہ خدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچ لاتی ہے۔

سوال: سب سے اول اور ضروری دعا کیا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: سب سے اوّل اور ضروری دعا یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو گناہوں سے پاک صاف کرنے کی دعا کرے۔ ساری دعاؤں کا اصل اور جزو یہی ہے۔

سوال: رمضان اور دعاؤں کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رمضان اور دعاؤں کا ایک خاص تعلق ہے۔ تبھی تو رمضان میں خاص طور پر نمازوں، نوافل، تہجد، تراویح وغیرہ کی طرف خاص توجہ پیدا ہوتی ہے۔ ہر حقیقی مسلمان کو یہ احساس ہے کہ ان دنوں میں خدا تعالیٰ کے خاص پیار کی نظر اپنے بندوں پر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تو عام دنوں میں بھی اپنے بندوں پر پیار کی نظر ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں بندے کے گمان کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہوں۔ جس وقت بندہ مجھے یاد کرتا ہے مَیں اس وقت اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے تو مَیں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ میرا ذکر محفل میں کرے تو مَیں اس کا ذکر محفل میں کروں گا۔ اگر وہ میری طرف ایک بالشت بھر آئے تو مَیں اس کی طرف ایک ہاتھ جاؤں گا۔ اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ آئے گا تو مَیں اس کی طرف دو ہاتھ جاؤں گا۔ اگر وہ میری طرف چل کر آئے تو مَیں اس کی طرف دوڑ کر آؤں گا۔

سوال: دعا کے اندر قبولیت کا اثر کس وقت پیدا ہوتا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: دعا کے اندر قبولیت کا اثر اس وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ انتہائی درجہ کے اضطرار تک پہنچ جاتی ہے۔

سوال: رمضان کے آخری عشرہ میں ہمیں کس طرح اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل پیرا ہونا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رمضان کا آخری عشرہ شروع ہو رہا ہے اس میں خاص طور پر ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکموں کو اپنا لائحہ عمل بناتے ہوئے، ایمان میں مضبوط ہوتے ہوئے، راتوں کو اٹھ کر اس کے حضور جھکتے ہوئے اس کے قرب کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ ہم اس ہدایت کو پانے والے ہوں جس پر اللہ تعالیٰ ہمیں چلانا چاہتا ہے۔

سوال: خدا تعالیٰ کے وجود پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا دلیل بیان فرمائی؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں کہ خدا کے وجود پر دلیل کیا ہے؟ اس کا یہ جواب ہے کہ مَیں بہت نزدیک ہوں یعنی کچھ بڑے دلائل کی حاجت نہیں۔ میرا وجود نہایت اقرب طریق سے سمجھ آ سکتا ہے اور نہایت آسانی سے میری ہستی پر دلیل پیدا ہوتی ہے اور وہ دلیل یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارے تو مَیں اس کی سنتا ہوں اور اپنے الہام سے اس کی کامیابی کی بشارت دیتا ہوں جس سے نہ صرف میری ہستی پر یقین آتا ہے بلکہ میرا قادر ہونا بھی بپایہ یقین پہنچتا ہے لیکن چاہئے کہ لوگ ایسی حالت تقویٰ اور خدا ترسی کی پیدا کریں کہ میں ان کی آواز سنوں نیز چاہئے کہ وہ مجھ پر ایمان لاویں اور قبل اس کے جو ان کو معرفتِ تامہ ملے اس بات کا اقرار کریں کہ خدا موجود ہے اور تمام طاقتیں اور قدرتیں رکھتا ہے۔ وہ تمام طاقتیں اور قدرتیں رکھتا ہے۔

سوال: معرفت کس طرح حاصل ہوتی ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: معرفت فضل کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے اور پھر فضل کے ذریعہ سے ہی باقی رہتی ہے۔ فضل معرفت کو نہایت مصفّٰی اور روشن کر دیتا ہے اور حجابوں کو درمیان سے اٹھا دیتا ہے اور نفسِ امارہ کے لئے گرد و غبار کو دُور کر دیتا ہے اور روح کو قوّت اور زندگی بخشتا ہے اور نفسِ امارہ کو امارگی کے زندان سے نکالتا ہے۔ اور بدخواہشوں کی پلیدی سے پاک کرتا ہے اور نفسانی جذبات کے تند سیلاب سے باہر لاتا ہے۔ تب انسان میں ایک تبدیلی پیدا ہوتی ہے اور وہ بھی گندی زندگی سے طبعاً بیزار ہو جاتا ہے کہ بعد اس کے پہلی حرکت جو فضل کے ذریعہ سے روح میں پیدا ہوتی ہے وہ دعا ہے۔ یہ خیال مت کرو کہ ہم بھی ہر روز دعا کرتے ہیں اور تمام نماز دعا ہی ہے جو ہم پڑھتے ہیں کیونکہ وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اَور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے۔ وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تندسیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے۔

سوال: خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کا سب سے زبردست ذریعہ کیا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کا سب سے زبردست ذریعہ یہی ہے کہ ہم اس کی آواز کو سن لیں یا دیدار یا گفتار۔ پس آج کل کا گفتار قائم مقام ہے دیدار کا ہاں جب تک خدا کے اور اس کے سائل کے درمیان کوئی حجاب ہے اس وقت تک ہم سن نہیں سکتے۔ جب درمیانی پردہ اٹھ جاوے گا تو اس کی آواز سنائی دے گی۔

سوال: جب کوئی شخص بکاء و زاری سے خدا تعالیٰ کے حضور جھکتا ہے تو خدا تعالیٰ اسکے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ جل شانہ نے جو دروازہ اپنی مخلوق کی بھلائی کے لئے کھولا ہے وہ ایک ہی ہے یعنی دعا۔ جب کوئی شخص بکاء و زاری سے اس دروازہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ مولائے کریم اس کو پاکیزگی و طہارت کی چادر پہنا دیتا ہے اور اپنی عظمت کا غلبہ اس پر اس قدر کر دیتا ہے کہ بے جا کاموں اور ناکارہ حرکتوں سے وہ کوسوں بھاگ جاتا ہے۔

سوال: دعا کی قبولیت کا کون سا وقت ہوتا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: بہت سے لوگ دعا کرتے ہیں اور ان کا دل سیر ہو جاتا ہے۔ وہ کہہ اٹھتے ہیں کہ کچھ نہیں بنتا مگر ہماری نصیحت یہ ہے کہ اس خاک بیزی ہی میں برکت ہے۔ کیونکہ آخر گوہرِ مقصود اسی سے نکل آتا ہے اور ایک دن آ جاتا ہے کہ جب اس کا وہ دل زبان کے ساتھ متفق ہو جاتا ہے۔ جب اس کا وہ دل زبان کے ساتھ متفق ہو جاتا ہے اور پھر خود ہی وہ عاجزی اور رقّت جو دعا کے لوازمات ہیں پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو رات کو اٹھتا ہے خواہ کتنی ہی عدم حضوری اور بے صبری ہو لیکن اگر وہ اس حالت میں بھی دعا کرتا ہے کہ الٰہی! دل تیرے ہی قبضہ اور تصرف میں ہے تُو اس کو صاف کر دے اور عین قبض کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے بسط چاہے۔ تو اس قبض میں سے بسط نکل آئے گی اور رقّت پیدا ہو جائے گی۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جو قبولیت کی گھڑی کہلاتا ہے۔ وہ دیکھے گا کہ اس وقت روح آستانہ الوہیت پر پانی کی طرح بہتی ہے اور گویا ایک قطرہ ہے جو اوپر سے نیچے کی طرف گرتا ہے۔

......☆......☆......☆......

سورۂ فاتحہ کی ایک خصوصیت یہ ہے اس کو توجہ اور اخلاص سے پڑھنا دل کو صاف کرتا ہے اور ظلمانی پردوں کو اٹھاتا ہے اور سینے کو منشرح کرتا ہے اور طالبِ حق کو حضرتِ احدیت کی طرف کھینچ کر ایسے انوار اور آثار کا مورد کرتا ہے کہ جو مقربان حضرت احدیت میں ہونی چاہئے اور جن کو انسان کسی دوسرے حیلہ یا تدبیر سے ہرگز حاصل نہیں کر سکتا۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 5 اپریل 2024 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورہ نمل کی آیت نمبر 63 کی تلاوت فرمائی: أَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ
ترجمہ: یا پھر وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دُور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کا وارث بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اَور معبود ہے۔ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

سوال: خدا تعالیٰ کے حضور دعا کب قبول ہوتی ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے۔ جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پروا نہیں کرتا...... قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السام نے مضطر کی کیا پہچان بیان فرمائی؟

جواب: حضرت مسیح موعود عیہ السام فرماتے ہیں: لفظ مُضْطَر سے وہ ضرر یافتہ مراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں نہ سزا کے طور پر۔

سوال: ذکر الٰہی کرنے والے اور ذکر الٰہی نہ کرنے والوں کی مثال کس طرح ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ذکر الٰہی کرنے والے اور ذکر الٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے۔

سوال: دعا کا حقیقی فیض کب حاصل ہوگا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس دنیا کو حاصل کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنیکا ذریعہ ہونا چاہیے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر یہ ہوگا تو تب ہی ہم دعا سے حقیقی فیض پانے والے ہونگے۔

سوال: ہماری دعائیں کس طرح کی ہونی چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہمیں چاہیے کہ ہم اس سوچ کے ساتھ دعا کیا کریں کہ جہاں ہم اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کریں وہاں اپنی اصلاح اور ہدایت اور روحانیت میں بڑھنے کے لیے بھی دعا کریں۔ صرف دنیا کے حصول کے لیے ہماری دعائیں نہ ہوں بلکہ اپنی ظاہری اور باطنی حالتوں کی بہتری کے لیے جب ہم دعا کریں گے اور خاص توجہ سے کریں گے تو پھر ہم ہر قسم کے فضلوں کی بارش ہوتا دیکھیں گے۔

سوال: اضطراب کی حالب کسے کہتے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اضطراب کی حالت وہ ہے جو سو فیصد یہ یقین ہو کہ اب دنیا کے تمام راستے بند ہو گئے ہیں اور اب ایک ہی راستہ ہے جو خدا تعالیٰ کا راستہ ہے، جو حضرتِ توّاب کا راستہ ہے جو ہمیں مشکلات سے نکال سکتا ہے۔ اپنی دعاؤں میں یہ درد کی حالت ہمیں پیدا کرنی چاہیے ورنہ یہ دعا اور ذکرِ الٰہی اگر صرف زبانی جمع خرچ ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس بارے میں ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کو زیادہ یاد کرو اور ذکر کی مثال ایسی سمجھو کہ جیسے کسی آدمی کا اس کے دشمن نہایت تیزی کے ساتھ پیچھا کر رہے ہوں یہاں تک کہ اس آدمی نے بھاگ کر ایک مضبوط قلعے میں پناہ لی اور دشمنوں کے ہاتھ لگنے سے بچ گیا۔ اسی طرح انسان شیطان سے نجات پا سکتا ہے ورنہ کوئی ذریعہ نہیں۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سورہ فاتحہ کی کیا خصوصیت بیان فرمائی؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ سورۂ فاتحہ کی ایک خصوصیت یہ ہے ”اس کو توجہ اور اخلاص سے پڑھنا دل کو صاف کرتا ہے اور ظلمانی پردوں کو اٹھاتا ہے اور سینے کو منشرح کرتا ہے اور طالبِ حق کو حضرتِ احدیت کی طرف کھینچ کر ایسے انوار اور آثار کا مورد کرتا ہے کہ جو مقربان حضرت احدیت میں ہونی چاہئے اور جن کو انسان کسی دوسرے حیلہ یا تدبیر سے ہرگز حاصل نہیں کر سکتا۔

سوال: مومن کے تعلقات دنیا میں کس طرح کے ہونے چاہئے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: مومن کے تعلقات دنیا کے ساتھ جس قدر وسیع ہوں وہ اس کے مراتب عالیہ کا موجب ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس کا نصب العین دین ہوتا ہے اور دنیا، اس کا مال وجاہ دین کا خادم ہوتا ہے۔ پس اصل بات یہ ہے کہ دنیا مقصود بالذات نہ ہو۔ بلکہ حصول دنیا میں اصل غرض دین ہو۔

سوال: دعا کن مصیبتوں سے بچاتی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں دعا ایسی مصیبت سے نجات کے لیے بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہو اور ایسی مصیبت سے بھی بچاتی ہے جو ابھی نازل نہ ہوئی ہو۔ پس اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کر لو۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز کیا دعا کیا کرتے تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تہجد میں یہ دعا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ حَقٌّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ (صلّی الله علیه وسلّم) حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَوْ لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ کہ اے اللہ! سب تعریفوں کا تُو حقدار ہے تُو آسمانوں اور زمین کو قائم رکھنے والا ہے اور ان کو بھی جو ان میں ہیں اور ہر قسم کی تعریف کا تُو ہی مستحق ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت تیری ہے اور ان کی بھی جو اُن میں ہیں۔ ہر قسم کی تعریف کا تُو ہی مستحق ہے تُو آسمانوں کا اور زمین کا نور ہے اور ان کا جو اُن میں ہیں اور ہر قسم کی تعریف کا تُو ہی مستحق ہے تُو برحق ہے تیرا وعدہ برحق ہے تیری ملاقات برحق ہے تیرا ارشاد برحق ہے اور جنت برحق ہے اور آگ برحق ہے اور انبیاء برحق ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم برحق ہیں اور موعود گھڑی برحق ہے۔ اے اللہ! مَیں تیرے حضور جھکا ہوں اور تیری خاطر میں نے جھگڑا کیا اور تیرے حضور فیصلہ چاہا۔ پس تُو مجھے بخش دے جو مَیں نے پہلے آگے بھیجا اور جو بعد کے لیے رکھ دیا اور جسے مَیں نے پوشیدہ کیا اور جس کا مَیں نے اظہار کیا۔ تُو مقدم ہے اور تُو موخر ہے صرف تُو ہی عبادت کے لائق ہے یا فرمایا تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

سوال: برے اخلاق اور برے اعمال سے بچنے کی کیا دعا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا کا یوں ذکر ہے۔ زِیاد بن عِلاقہ اپنے چچا قُطبہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ اے میرے اللہ! مَیں بُرے اخلاق اور بُرے اعمال سے اور بُری خواہشات سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہماری زندگی کا بنیادی مقصد ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی اور اطاعت ہماری زندگیوں کا نصب العین ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں آکر وہ معیار حاصل کرنا جسکی آپؑ نے ہم سے توقع کی ہے ہمارا ہدف یا ٹارگیٹ ہونا چاہئے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28 نومبر 2008)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

آج جب اسلام دشمن طاقتیں اسلام کے خلاف اپنے بغض اور کینوں کے اوچھے ہتھکنڈوں کے ساتھ اظہار پر تُلی ہوئی ہیں تو ہمارا کام ہے کہ پہلے سے بڑھ کر کلام الٰہی کو پڑھیں، اس کے پیغام کو سمجھیں اور اس پر تدبر کریں اور اس کی تعلیمات پر کاربند ہوں۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 7 مارچ 2008ء)

طالب دعا: بی. ایس. عبد الرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 21 فروری 2024ء بروز بُدھ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ نسیم احمد آغا صاحبہ اہلیہ مکرم طلحہ احمد آغا صاحب (نیو مالڈن یوکے، حال قطر)

17 فروری 2024ء کو 71 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ حضرت میاں محمد جمیل صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور مکرم ڈاکٹر عبد اللطیف صاحب آف سرگودھا کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ 2001ء میں یوکے آئیں۔ ابتدا میں ہی ان کو بطور معاونہ صدر لجنہ اور بعد میں کئی سال تک صدر لجنہ نیو مالڈن اور دیگر عہدوں پر خدمت بجالانے کی توفیق ملتی رہی۔ مرحومہ انتہائی نیک، دیندار، نماز اور روزہ کی پابند، بہت ملنسار، مہمان نواز اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی ایک بزرگ خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم عبد الخالق خان صاحب ابن مکرم چودھری عبد القادر صاحب کاٹھ گڑھی (کوبلنز۔ جرمنی)

25 نومبر 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے مقامی جماعت کوبلنز کے شعبہ ضیافت میں خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، ایک ہمدرد، مخلص اور نیک انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔

(2) مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ مکرم رانا منیر احمد صاحب (مربی سلسلہ نظامت ارشاد وقف جدید ربوہ)

11 جنوری 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مکرم محمد جلال کھوسہ صاحب مرحوم کی بیٹی، مکرم ڈاکٹر مبشر احمد کھوسہ صاحب شہید آف میر پور خاص کی ہمشیرہ اور مکرم نصیر احمد شاہد صاحب مشنری انچارج فرانس کی بھانجی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، ہمدرد، غریب پرور، خوش اخلاق، مہمان نواز، مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ خلافت سے عقیدت اور وفا کا گہرا تعلق تھا۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ بشیر آباد اسٹیٹ میں میاں کے ساتھ اکثر تبلیغ کے لیے جاتی تھیں۔ مٹھی میں بطور صدر لجنہ اور ربوہ میں محلہ دار العلوم جنوبی حلقہ احد میں لمبا عرصہ نائب صدر، سیکرٹری تربیت اور سیکرٹری خدمت خلق کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ چندہ جات اور صدقات میں ہمیشہ صف اوّل میں رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

(3) مکرمہ ریشم بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم نصیر احمد صاحب مرحوم (ربوہ)

16 جنوری 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جماعتی پروگراموں میں تعاون کرتی تھیں۔ لجنہ کے بعض پروگرام اپنے گھر میں بھی کرواتی رہیں۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند اور قرآن پاک کی تلاوت باقاعدگی سے کرنے والی نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ چندہ جات میں معیاری قربانی پیش کرنے والی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم مجیب احمد صاحب (نیشنل صدر و مبلغ انچارج مڈغاسکر) کی خوش دامن تھیں۔

(4) مکرم محمد یوسف صاحب ابن مکرم محمد یعقوب عالم صاحب۔ (تتلے ضلع گوجرانوالہ حال ربوہ)

16 جنوری 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے جماعت تتلے عالی میں سیکرٹری مال، نائب صدر اور صدر جماعت کے علاوہ انصار اللہ کی ضلعی عاملہ میں بطور نگران حلقہ خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، اپنوں اور غیروں کے لیے ہمدردی اور خدمت کا جذبہ رکھنے والے، مخلص، نیک اور باوفا انسان تھے۔ مربیان، معلمین اور عہدیداران کی بہت عزت اور احترام کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ مکرم حافظ محمد وقار یونس صاحب (شعبہ تخصص جامعہ احمدیہ ربوہ) کے تایا تھے۔

(5) مکرمہ امینہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر احمد پٹواری صاحب (ربوہ)

6 فروری 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت میاں جان محمد صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھانجی تھیں۔ مرحومہ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ایک ہمدرد، مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ آپ کو خانقاہ ڈوگراں میں بطور صدر لجنہ خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کی تبلیغ سے 3 گھر انے احمدی ہوئے۔ خلیفۃ المسیح کی طرف سے کوئی بھی چندہ کی تحریک ہوتی تو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور اپنی زندگی میں ہی اپنا حصہ وصیت ادا کر دیا تھا۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم حفیظ احمد صاحب (مربی سلسلہ یوکے) کی نانی تھیں۔

(6) مکرمہ فریدہ احمد کیئی (Kyei) صاحبہ اہلیہ مکرم مہدی داؤد صاحب (آف گھانا)

2 دسمبر 2023ء کو 33 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ، احمد کیئی صاحب اور عائشہ کونادو صاحبہ (برطانیہ) کی بیٹی تھیں۔ آپ کی بہن نعیمہ احمد صاحبہ برطانیہ میں PAAMA ویمن نارتھ ریجن کی نائب صدر کے طور پر خدمت کر رہی ہیں۔ مرحومہ فومینا ٹی آئی احمدیہ ہائی سکول کی سابق سینئر گرلز پریفیکٹ تھیں اور کماسی۔ اشانتی ریجن کی جماعت نصرت آباد میں لجنہ اماء اللہ میں خدمت کرتی رہی ہیں۔ آپ کے شوہر نے گھانا میں جماعت کے ہیڈ کوارٹر پر سکیورٹی گارڈ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ اچھے اخلاق کی مالک، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......☆......

- اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو کہ اللہ میاں تمہیں اچھا بچہ بنائے، اچھی اچھی باتیں کیا کرو، بری باتوں کو چھوڑ دینا ہے، ضد نہیں کرنی، پڑھائی میں محنت کرو، اماں ابا کا کہنا مانا کرو، اپنے بھائی بہنوں سے لڑا نہ کرو، سکول کے بچوں سے لڑا نہ کرو اور زیادہ سے زیادہ دین کا علم سیکھو، یہ دیکھو کہ ہمیں آنحضرت ﷺ نے کیا نصیحتیں کی ہیں اور یہ دیکھا کرو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں کیا کہا ہے، یہ دیکھا کرو کہ خلیفہ وقت ہمیں کیا کہتا ہے

- نماز میں دعائیں کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا قرب دے اپنے قریب لے کے آئے، اماں ابا کو عزت دینی ہے ان کی respect کرنی ہے، اپنے ٹیچر سے بھی اچھا سلوک کرنا ہے، جو کلاس فیلو ہیں ان سے بھی اچھی باتیں کرنی ہیں، ان کو بتانا ہے کہ میں ہر وقت انٹرنیٹ یا آئی پیڈ پہ بیٹھ کے یا ٹیبلیٹ پہ بیٹھ کے یا سیل فون پہ بیٹھ کے یا ٹیلی ویژن پہ بیٹھ کے فضول قسم کے پروگرام نہیں دیکھتا، اپنا وقت ضائع نہیں کرتا، میں گراؤنڈ میں جاکے آؤٹ ڈور گیم بھی کھیلتا ہوں، تو یہ چیزیں جو ہیں تمہیں اچھا انسان بنائیں گی، جب تمہیں اچھا انسان بنائیں گی تو تم اللہ تعالیٰ کے قریب بھی ہو جاؤ گے

- ڈاکٹر بن کے بھی خدمت کر سکتے ہیں، آپ انجینئر بن کے بھی خدمت کر سکتے ہیں، وکیل بن کے بھی خدمت کر سکتے ہیں، آپ ٹیچر بن کے بھی خدمت کر سکتے ہیں اور جو آپ کی دلچسپی ہے پڑھائی کی وہ کریں جو انسانیت کو فائدہ دینے والی ہو اور اس میں جماعت Directly اگر آپ کی خدمت نہیں بھی لیتی تو indirectly آپ جماعت کی خدمت کر سکتے ہیں اپنے اپنے فیلڈ میں کام کرتے رہیں

- یاجوج ماجوج سے مراد بڑی طاقتیں ہیں، بعض جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس سے مراد روس بھی ہے اور یورپین طاقتیں بھی ہیں امریکہ بھی ہے، تو جو بھی بڑی طاقتیں ہیں جو اسلام کی مخالفت کر رہی ہیں یا دین سے ہٹی ہوئی ہیں اور دنیا کی نظر سے دیکھتے ہیں وہ لوگ یاجوج ماجوج ہیں، جن کی دین کی آنکھ اندھی ہے اور دنیا کی آنکھ صرف کام کرتی ہے

- ہمارے سامنے ایک ہدایت ہے جو قرآن کریم کی صورت میں موجود ہے، قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے کی کوشش کریں اور یوں تمام احکام اور نواہی کا پتا لگائیں اور پھر اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ممبران مجلس اطفال الاحمدیہ ناروے کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 20/مارچ 2022ء کو ممبران مجلس اطفال الاحمدیہ ناروے سے آن لائن ملاقات

حضورِ انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ اطفال نے بیت النصر مسجد ناروے سے آن لائن شرکت کی۔

اس ملاقات کا آغاز حسب روایت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ ملاقات کے پہلے حصے میں ایک طفل نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلافت کے بارے میں ایک اقتباس پیش کیا۔ جس کے الفاظ یوں تھے: جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اِس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔

حضور انور نے اس اقتباس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بات کہی ہے کہ میں جب جاؤں گا تو میرے بعد خلافت قائم ہوگی اور یہ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ خلافت قائم ہوگی، جاری ہو جائے گی اور ایک کے بعد دوسرا خلیفہ اپنے اپنے وقت پہ آتے جائیں گے۔ اور یہ چلے گی جیسا کہ حدیث میں بھی آیا تھا قیامت تک اسی طرح خلافت کا سلسلہ چلتا جائے گا اور اس میں کوئی کمی نہیں آئے گی اور تم لوگ جو مومن ہو، حقیقی مومن ہو ایمان رکھنے والے ہو True believer ہو خلافت کے ساتھ جڑے رہنا اور خلافت پہ یقین رکھنا۔ یہ مطلب ہے اس کا جو تم نے پڑھا ہے۔

بعد ازاں اطفال کو حضور انور سے سوالات پوچھنے کا موقع ملا۔

ایک طفل نے سوال کیا کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انڈیا میں فوت ہونے کا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انڈیا میں پیدا ہونے کا آپس میں کوئی تعلق ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ بہتر جانتا ہے لیکن یہ بہرحال اب ظاہر ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے مسیح کو جہاں بھیجا اور اکثریت قبائل کی جو یہودی قبائل تھے انہوں نے ان کو مانا اور وہاں حضرت عیسیٰ کی وفات ہوئی اسی علاقے میں اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں جو مسیح محمدی تھا اس کو مبعوث کیا۔ تو اصل چیز تو یہ ہے کہ مسلمانوں کی جو اکثریت تھی ان علاقوں میں رہتی تھی اور مختلف مذاہب والے لوگ بھی یہاں رہتے تھے اور قومیں جو بگڑی ہوئی تھیں یہاں رہتی تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی حکمت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ایسی جگہوں پہ نبی بھیجتا ہے جو زیادہ بگڑے ہوئے لوگ ہوتے ہیں۔ تو اس کا مطلب ہے اس زمانے کے مسلمان جو تھے وہ زیادہ یہاں بگڑ رہے تھے اور مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ اسلام بھول رہے تھے اور عیسائیت کی تبلیغ زیادہ ہو رہی تھی۔ عیسیٰ علیہ السلام کی جو تعلیم تھی اس کو ماننے والے زیادہ تھے کئی لاکھ مسلمان عیسائی ہو گئے تھے اور دین کو بھی بھول چکے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہندوستان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا۔ تو وہ تعلق بھی جو ہے اگر تم کہنا چاہتے ہو ایک ظاہری چیز نظر آتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو پتا تھا کہ اس علاقے میں مسلمان زیادہ بگڑ جائیں گے اور دوسرے مذاہب بھی یہاں ہوں گے اور عیسائیت کا غلبہ بھی یہاں زیادہ ہو گا اور یہ لوگ زیادہ جلدی پھیل کے دنیا پہ بھی چھا سکتے ہیں اس لیے مسیح موعود علیہ السلام کو یہاں اللہ تعالیٰ نے بھیجا۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے یہاں فوت ہونے اور مسیح موعود کے یہاں آنے میں کوئی اور حکمت اس کے علاوہ ہے کہ نہیں۔

ایک آٹھ سالہ طفل نے سوال کیا کہ میں ایک اچھا بچہ کیسے بن سکتا ہوں؟

حضور انور نے فرمایا کہ اب تم نماز پڑھا کرو، اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو کہ اللہ میاں تمہیں اچھا بچہ بنائے۔ ...... جب قرآن شریف پڑھو اور ختم کر لو پھر اچھی اچھی باتیں کیا کرو۔ پڑھائی میں محنت کرو، اچھا بچہ بننے کے لیے اماں ابا کا کہنا مانا کرو، اپنے بھائی بہنوں سے لڑا نہ کرو۔ ...... نہ ان سے لڑا کرو اور زیادہ غصہ نہ کیا کرو۔ سکول میں جاتے ہو تو سکول کے بچوں سے لڑا نہ کرو اور زیادہ سے زیادہ دین کا علم سیکھو۔ یہ دیکھو کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نصیحتیں کی ہیں اور یہ دیکھا کرو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں کیا کہا ہے۔ یہ دیکھا کرو کہ خلیفہ وقت ہمیں کیا کہتا ہے ہم نے کیا باتیں ماننی ہیں۔ اچھی اچھی باتیں کرنی ہیں، بری باتوں کو چھوڑ دینا ہے۔ اور ضد نہیں کرنی، لڑائی نہیں کرنی۔ بس یہ باتیں یاد رکھو تو اچھا بچہ بن جاؤ گے۔

ایک دوسرے طفل نے سوال کیا کہ جو یوکرائن میں جنگ ہو رہی ہے اور دونوں ملکوں کے صدور کسی بات پر متفق نہیں ہو رہے۔ حضور انور کا اس موجودہ صورت حال کے بارہ میں کیا خیال ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ متفق نہیں ہو رہے تو ان کو چاہیے کہ متفق ہو جائیں اور جنگ نہ کریں۔ میں تو یہ کہتا رہتا ہوں۔ شروع میں ہی جب جنگ شروع ہوئی تھی اس وقت بھی میں نے ایک پریس سٹیٹمنٹ دی تھی بیان دیا تھا کہ ان لوگوں کو جنگ نہیں کرنی چاہیے اور آپس میں agree ہونا چاہیے نہیں تو یہ جنگ پھیلتے پھیلتے ورلڈ وار بن جائے گی اور جب ورلڈ وار بن جائے گی تو پھر بہت خطرناک نتائج پیدا ہوں گے۔ اس لیے Russian president کو بھی عقل کرنی چاہیے یوکرائنین پریذیڈنٹ کو بھی عقل کرنی چاہیے اور نیٹو جو ہے اس کو بھی عقل کرنی چاہیے اور امریکہ کو بھی عقل کرنی چاہیے۔ تو ان

سب کو عقل کرنی چاہیے تاکہ دنیا کو بچا سکیں نہیں تو بہت خطرناک نتائج ہوں گے۔ تو ہم تو سمجھا ہی سکتے ہیں اور دعا کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے جو ہمارے بس میں ہے وہ ہم کر رہے ہیں۔ تم بھی دعا کیا کرو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے، یوکرائنین پریذیڈنٹ کو بھی، رشین پریذیڈنٹ کو بھی تاکہ یہ جنگ کو آگے مزید نہ بڑھائیں بہت پہلے ہی آگے بڑھ چکی ہے اور کسی جگہ آ کے یہ رک جائیں اور صلح صفائی ہو جائے اور معاملہ آرام سے سیٹل ہو جائے نہیں تو بڑے خوفناک نتائج ہوں گے آدھی دنیا تباہ ہو جائے گی۔ اللہ رحم کرے۔

ایک اور طفل نے سوال کیا کہ ہم واقفین نو مربی بننے کے علاوہ کس طرح جماعت کی خدمت کر سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ ڈاکٹر بن کے بھی خدمت کر سکتے ہیں، آپ انجنیئر بن کے بھی خدمت کر سکتے ہیں، وکیل بن کے بھی خدمت کر سکتے ہیں، آپ ٹیچر بن کے بھی خدمت کر سکتے ہیں اور جو آپ کی دلچسپی ہے پڑھائی کی وہ کریں جو انسانیت کو فائدہ دینے والی ہو۔ اور اس میں جماعت Directly اگر آپ کی خدمت نہیں بھی لیتی تو indirectly آپ جماعت کی خدمت کر سکتے ہیں اپنے اپنے فیلڈ میں کام کرتے رہیں اور جہاں جہاں آپ ہیں وہاں جماعت کا پیغام پہنچائیں اور بتائیں کہ صحیح اسلام کی تعلیم کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے؟ کس طرح ایک اچھے انسان کو رہنا چاہئے؟ کیوں ہمیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہئے؟ اسلام کے صحیح حکم کیا ہیں؟ اسلام کیوں آخری مذہب ہے اور اسلام میں کیا کیا اچھائیاں ہیں؟ تو اچھی اچھی چیزیں اسلام کے بارے میں بتائیں۔ یہی احمدیت اور اسلام کی خدمت ہے جو آپ کر رہے ہوں گے۔ بعض براہ راست کریں گے بعض indirectly کریں گے۔ پھر آپ حکومت کے اداروں میں دفتروں میں بھی جا سکتے ہیں۔ بیورو کریسی میں بھی جا سکتے ہیں وہاں بھی ایمانداری سے ملک اور قوم کی خدمت کر رہے ہیں تو وہ بھی جماعت کی خدمت ہے۔ وہاں بھی ہر ایک کو پتا لگ جائے گا کہ یہ لڑکا یہ انسان honestly کام کرتا ہے اور بڑی محنت سے کام کرتا ہے اور ملک کی خدمت کر رہا ہے۔ اپنے ملک کے ساتھ بڑا sincere ہے اور یہ احمدی ہے۔ اس سے بھی آپ احمدیت کی تبلیغ کر رہے ہوں گے۔ indirect تبلیغ ہو رہی ہوگی۔ تو بہت سارے رستے خود ہی کھلتے چلے جاتے ہیں۔

ایک اور طفل نے سوال کیا کہ یاجوج اور ماجوج سے کیا مراد ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ اس سے مراد بڑی طاقتیں ہیں۔ بعض جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس سے مراد روس بھی ہے اور یورپین طاقتیں بھی ہیں امریکہ بھی ہے انگلستان بھی ہو سکتا ہے اور عیسائی حکومتیں جب تھیں اس وقت عیسائی طاقتیں بھی تھیں۔ تو جو بھی بڑی طاقتیں ہیں جو اسلام کی مخالفت کر رہی ہیں یا دین سے ہٹی ہوئی ہیں اور دنیا کی نظر سے دیکھتے ہیں وہ لوگ یاجوج ماجوج ہیں۔ جن کی دین کی آنکھ اندھی ہے اور دنیا کی آنکھ صرف کام کرتی ہے۔ اور پھر اس کی وجہ سے پھر دجالی چالیں بھی چلتے ہیں اور دجال اور یاجوج ماجوج ایک ہی چیز کے دو تین نام ہیں۔

ایک اور طفل نے سوال کیا کہ میں قرآن شریف پڑھنے کے علاوہ اور نماز پڑھنے کے علاوہ کیسے اللہ کے قریب آ سکتا ہوں؟

حضور انور نے فرمایا کہ نماز میں دعائیں کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا قرب دے اپنے قریب لے کے آئے۔ اور اچھی اچھی باتیں کیا کرو۔ کسی کو گالی نہیں دینی کسی کو برا نہیں کہنا بچوں سے لڑائی نہیں کرنی۔ اماں ابا کا کہنا ماننا ہے باتیں ماننی ہیں ان کو عزت دینی ہے ان کی respect کرنی ہے۔ اپنے ٹیچر سے بھی اچھا سلوک کرنا ہے۔ جو کلاس فیلو ہیں ان سے بھی اچھی باتیں کرنی ہیں۔ لڑائی نہیں کرنی ان کو بتانا ہے کہ میں احمدی مسلمان ہوں اور میں اچھی اچھی باتیں کرتا ہوں۔ میں گندی باتیں نہیں کرتا۔ میں گندی فلمیں نہیں دیکھتا، میں گندے پروگرام نہیں دیکھتا اور ہر وقت انٹرنیٹ یا آئی پیڈ پہ بیٹھ کے یا ٹیبلٹ پہ بیٹھ کے یا سیل فون پہ بیٹھ کے یا ٹیلی ویژن پہ بیٹھ کے فضول قسم کے پروگرام نہیں دیکھتا۔ اپنا وقت ضائع نہیں کرتا۔ میں گراؤنڈ میں جا کے آؤٹ ڈور گیم بھی کھیلتا ہوں۔ تو یہ چیزیں جو ہیں تمہیں اچھا انسان بنائیں گی۔ جب تمہیں اچھے انسان بنائیں گی تو تم اللہ تعالیٰ کے قریب بھی ہو جاؤ گے۔

ایک اور طفل نے سوال کیا کہ جب سکول میں کوئی مجھے گندا کہتا ہے کیونکہ میں foreigner ہوں تو مجھے کیا کرنا چاہئے؟

حضور انور نے فرمایا کہ کہو میں تو گندا نہیں، مَیں تو پانچ وقت وضو کرتا ہوں نماز پڑھتا ہوں مَیں تو اپنے آپ کو صاف رکھتا ہوں پاک رکھتا ہوں۔ اور اگر تمہیں یہ کہتے ہیں کہ تم مسلمان ہو غیر ملکی ہو اس لیے تم لوگ اچھے نہیں ہو۔ گندا کہنے سے مراد اگر یہ ہے کہ اچھے نہیں ہو تو کہنا کہ اصل چیز تو یہ ہے کہ morally good ہونا۔ اچھا ہونا۔ دیکھو میرے اخلاق اچھے ہیں، مَیں اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرتا ہوں، میں تم لوگوں سے اچھی باتیں بھی کرتا ہوں، میں تم لوگوں کے بارے میں نیک باتیں سوچتا ہوں۔ میں تمہارے سے لڑائی نہیں کرتا، میں پڑھائی بھی پوری محنت سے کرتا ہوں تاکہ میں اچھے نمبر بھی لوں اور پھر بڑے ہو کے میں ملک کی خدمت کر سکوں۔ تو میں تو اپنا پوٹینشل اپنی صلاحیتیں ان کو اس لیے زیادہ بہتر کرتا ہوں تاکہ میں بڑا ہو کے اپنے ملک کے کام آؤں اور خدمت کر سکوں، اس لیے میں تو گندا ہوں ہی نہیں۔ تم جو مرضی میرے بارے میں سوچو۔ میں تو تمہارے بارے میں برا نہیں سوچتا کیونکہ ہم اگر ایک دوسرے کے بارے میں برا سوچیں گے تو اس طرح دل میں نفرتیں پیدا ہوں گی اور ہمارا تو نعرہ ہے کہ Hatred for none,Love for all محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں۔ اس لیے تم جو مرضی مجھے کہتے رہو میں تمہیں برا نہیں کہوں گا اور میں تمہارے لیے دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری سوچ کو بدل دے۔ یہ باتیں ان کو کہہ دیا کرو۔

ایک طفل نے سوال کیا کہ اخلاق کیا ہیں اور ان کو روزمرہ زندگی کا حصہ کیسے بنایا جا سکتا

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم میں 700 سے زائد احکامات ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے۔ تو ہر وہ بات جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ کرو، وہ اچھی ہے اور جن باتوں سے روکا ہے وہ ہمارے لیے نقصان دہ اور بری ہیں۔......ایک اچھے مسلمان کو اخلاقاً اچھا ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری دو ذمہ داریاں ہیں، ایک یہ کہ تم حقوق اللہ ادا کرو اور عبادت بجا لاؤ۔ اس میں وہ تمام فرائض شامل ہیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حوالہ سے ادا کرنے چاہئیں۔ دوسرے آپ کو اپنے ساتھ رہنے والے دیگر انسانوں کے حقوق ادا کرنے چاہئیں۔ ہمیشہ اپنے ساتھ رہنے والوں کے بارہ میں اچھا سوچیں، اللہ کی ہر مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ کئی اخلاقی ذمہ داریاں ہیں۔ آپ کو اپنے دوستوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہیے اور جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، اپنے والدین کی بات مانیں، اپنے بڑوں کا احترام کریں، اپنے اساتذہ کی عزت کریں، اپنی تعلیم پر بھرپور توجہ دیں اور اپنے علم کو بڑھانے کی کوشش کریں، دینی اور دنیاوی علم کو۔ تو یہ وہ چیزیں ہیں جو اخلاقی طور پر آپ کو اچھا بناتی ہیں۔ ہمیشہ خیال رکھیں کہ بری باتیں کون سی ہیں جو آپ کی اخلاقی حالت بگاڑ سکتی ہیں۔ کبھی بھی ایسے ٹی وی پروگرام نہ دیکھیں جو آپ کی تعلیم کے لیے اچھے نہیں ہیں، جو آپ کو اچھی چیزوں سے دور لے جانے والے ہوں۔ جو آپ کو اخلاقی پسماندگی کی طرف لے جانے والے ہوں اور جو آپ کو معاشرے کی نقصان دہ چیزوں کی طرف مائل کرنے والے ہوں۔ کبھی بھی انٹرنیٹ یا سوشل میڈیا پر ایسے پروگرام نہ دیکھیں جو آپ کے اخلاق کو تباہ کرنے والے ہوں، جو آپ کے لیے اچھے نہ ہوں، جو آپ کو گمراہی کی طرف لے جانے والے ہوں اور جو آپ کو بنیادی دینی تعلیمات سے ہٹانے والے ہوں۔ ہمارے سامنے ایک ہدایت ہے جو قرآن کریم کی صورت میں موجود ہے۔ قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے کی کوشش کریں اور یوں تمام احکام اور نواہی کا پتا لگائیں اور پھر اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں۔ ملاقات کے اختتام پر حضور انور نے فرمایا کہ وقت ختم ہو گیا اب۔ اللہ حافظ ہو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 8 اپریل 2022)

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ اوّل

دنیا نہیں بلکہ دین کا ہی حصّہ ہوگا۔ ہاں مساجد میں خالص ذاتی کاموں کے متعلق باتیں کرنا منع ہے۔ مثلاً اگر تم کسی سے پوچھتے ہو کہ تمہاری بیٹی کی شادی کا کیا فیصلہ ہوا یا کہتے ہو کہ میری ترقی کا جھگڑا ہے افسر نہیں مانتے تو یہ باتیں مسجد میں جائز نہیں ہونگی۔ سوائے امام کے کہ اُس پر تمام قوم کی ذمہ داری ہوتی ہے اور اس کا حق ہے کہ وہ ضرورت محسوس ہونے پر ان اُمور کے متعلق بھی لوگوں سے باتیں کر لے۔ بہر حال مسجد میں خالص ذاتی کاموں کے متعلق باتیں کرنا منع ہے۔ مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے تو وہ اس کے متعلق مسجد میں اعلان نہ کرے۔ پس مساجد صرف ذکر الٰہی کیلئے نہیں لیکن ذکر الٰہی ان تمام باتوں پر مشتمل ہے جو انسان کی ملّی، سیاسی، علمی اور قومی برتری اور ترقی کیلئے ہوں۔ لیکن وہ تمام باتیں جو لڑائی دنگہ فساد یا قانون شکنی سے تعلق رکھتی ہوں خواہ اُن کا نام مِلّی رکھ لو یا سیاسی، قومی رکھ لو یا دینی انکا مساجد میں کرنا ناجائز ہے۔ اسی طرح مساجد میں ذاتی امور کے متعلق باتیں کرنا بھی منع ہے کیونکہ اسلام مسجد کو بیت اللہ قرار دیتا اور اُسے اللہ تعالیٰ کے ذکر کیلئے مخصوص قرار دیتا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 27 تا 29) ☆☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

مگر مُشکل یہی ہے درمیاں میں ✿ کہ گُل بے خار کم ہیں بوستاں میں
مگر عاشق کو ہرگز بد نہ کہیو! ✿ وہاں بدظنّیوں سے بچ کے رہیو

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

نہ شہوت ہے نہ ہے کچھ نفس کا جوش ✿ ہوا اُلفت کے پیمانوں سے مدہوش
لگی سینہ میں اُس کے آگ غم کی ✿ نہیں اس کو خبر کچھ پیچ و خم کی

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(تلنگانہ)

بقیہ حضور انور کے بصیرت افروز جوابات از صفحہ نمبر 2

سوال: نیپال کے ایک مبلغ سلسلہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ اسلام کی رو سے لڑکی کس عمر میں بالغ ہوتی ہے اور اسلام نے شادی کی عمر کیا مقرر کی ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 20/ نومبر 2022ء میں اس سوال کے بارے میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور نے فرمایا:

جواب: قرآن کریم اور احادیث میں کہیں پر بھی لڑکے اور لڑکی کی شادی کے لیے صراحتاً کوئی عمر مقرر نہیں کی گئی۔ بلکہ اسلام نے علاقائی ماحول اور بچوں کی جسمانی قابلیت کو دیکھ کر شادی کرنے کی تعلیم دی ہے۔ تاہم لڑکے اور لڑکی کی شادی کی عمر اُن کے بالغ ہوجانے پر شروع ہوجاتی ہے۔ جس کی نشانی لڑکی کو حیض کا آنا اور لڑکے کو احتلام ہونا ہے۔

پس بچوں کے بالغ ہونے کے بعد کسی وقت بھی ان کی شادی کی جاسکتی ہے، جس کے لیے ہر معاشرہ اور خاندان اپنے ماحول اور حالات کے مطابق بچوں کی شادی کی عمر کے بارے میں فیصلہ کرسکتا ہے، البتہ اس کام میں بلا وجہ سستی اور کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ حدیث کی کتاب شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس کو اللہ تعالیٰ اولاد دے تو چاہیے کہ وہ اس کا اچھا سا نام رکھے اور اس کی اچھی تربیت کرے اور اسے سلیقہ سکھائے۔ پھر جب وہ سن بلوغ کو پہنچے تو اس کے نکاح کا بندوبست کرے، اس کے بالغ ہونے کے بعد بھی اگر اس نے (اپنی غفلت اور بے پروائی کی وجہ سے) اس کی شادی کا بندوبست نہ کیا اور وہ اس وجہ سے کسی گناہ کے کام میں مبتلا ہوگیا تو اس گناہ کا ذمہ دار اس کا باپ ہوگا۔ (شعب الایمان للبیہقی، باب الستون وھو فی حقوق الأولاد والأھلین۔ جزء 18 صفحہ 182، حدیث نمبر 8413)

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بچوں کے بالغ ہوتے ہی فوراً ان کی شادی کرنی ضروری ہوجاتی ہے، بلکہ اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ بالغ ہونے کے بعد جب وہ شادی بیاہ کی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے اہل ہو جائیں تو پھر بلاوجہ انہیں نکاح کے بغیر بٹھائے نہیں رکھنا چاہیے۔

چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ۱۹۲۹ء میں گورنمنٹ انڈیا کی طرف سے تجویز کیے جانے والے شاردا قانون کے سلسلہ میں قرآنی آیت وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ۔ (النور:33) کے حوالہ سے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: اس آیت کے یہ معنی نہیں کہ ان میں صلاحیت پیدا ہوتے ہی فوراً نکاح کردو۔ بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ صلاحیت کے بعد بھی بغیر شادی کے نہ بیٹھے رہیں۔ مگر یہ قانون شادی کو بالکل بند تو نہیں کرتا۔ بند تو جب کرتا کہ شادی کو ہی ممنوع قرار دیتا ہے۔ واضعین قانون تو اس بات کے مدعی ہیں کہ ہمارے نزدیک صلاحیت وہ ہے جو تمدنی طور پر ملک کے لیے مفید ہوسکے اور آئندہ نسلوں کی نشوونما کو جس سے نقصان نہ پہنچے۔ اور ڈاکٹری اصول کے رو سے ایسی صلاحیت اکیس سال کی عمر میں ہوتی ہے۔ اور چونکہ ابھی اتنی بڑی عمر تک اپنے بچوں کو بغیر شادی رکھنے کے لیے ملک تیار نہیں اس لیے ہم نے چودہ اور اٹھارہ سال کی شرط رکھی ہے۔ جب عوام الناس اسے برداشت کرلیں گے اور اس سے زیادہ کی برداشت ان میں پیدا ہوجائے گی تو پھر زیادہ عمر کے لیے قانون بنایا جائے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ عام طور پر جسے صلاحیت سمجھا جاتا ہے وہ دراصل صلاحیت نہیں ہوتی۔ بلکہ صلاحیت کے آثار ہوتے ہیں اور ہمارا یہی منشاء ہے کہ صحیح صلاحیت پیدا ہونے پر شادی کی جائے۔ (اخبار الفضل قادیان دارلامان مورخہ 17/دسمبر 1929ء صفحہ 6)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد اگرچہ شاردا قانون بنانے والوں کے موقف کو بیان کرنے کے لیے ہے، لیکن اس میں حضورؓ واضعین قانون کے دلائل کو غلط قرار نہیں دے رہے، بلکہ ان کی تائید فرما رہے ہیں۔ چنانچہ ایک اور موقع پر حضورؓ اپنا موقف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ہم اصولاً اس بات کی تائید میں ہیں کہ لڑکیوں کی شادی اُس عمر میں جائز ہونی چاہیے جبکہ وہ اپنے نفع اور نقصان کو سمجھ سکیں اور اسلامی حکم یہی ہے کہ شادی عورت کی رضامندی کے ساتھ ہونی چاہیے۔ اور جب تک عورت اس عمر کو نہ پہنچ جائے کہ وہ اپنے نفع ونقصان کو سمجھ سکے اس وقت تک اس کی رضامندی بالکل دھوکا ہے۔ لیکن ہمارے مذہب نے اشد ضرورت کے وقت اس بات کی اجازت دی ہے کہ چھوٹی عمر میں بھی لڑکی کی شادی کی جا سکتی ہے۔ لیکن اس صورت میں لڑکی کو اختیار ہوگا کہ وہ بڑی ہوکر اگر اس شادی کو پسند نہیں کرتی تو مجسٹریٹ کے پاس درخواست دے کر اس نکاح کو فسخ کرائے۔ (الفضل قادیان دارالامان، مورخہ ۲۲/ اکتوبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآنی آیت وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا...... (النساء:۴) کی وضاحت کرتے ہوئے اس مسئلہ کے بارے میں فرماتے ہیں: اگر کوئی ایسا تم میں مالدار ہو جو صحیح العقل نہ ہو مثلاً یتیم یا نابالغ ہو اور اندیشہ ہو کہ وہ اپنی حماقت سے اپنے مال کو ضائع کردے گا تو تم (بطور کورٹ آف وارڈس کے) وہ تمام مال اُس کا متکفل کے طور پر اپنے قبضہ میں لے لو اور وہ تمام مال جس پر سلسلہ تجارت اور معیشت کا چلتا ہے ان بیوقوفوں کے حوالہ مت کرو اور اس مال میں سے بقدر ضرورت اُن کے کھانے اور پہننے کے لیے دے دیا کرو اور اُن کو اچھی باتیں قولِ معروف کی کہتے رہو یعنی ایسی باتیں جن سے اُن کی عقل اور تمیز بڑھے اور ایک طور سے اُن کے مناسب حال اُن کی تربیت ہوجائے اور جاہل اور ناتجربہ کار نہ رہیں۔ اگر وہ تاجر کے بیٹے ہیں تو تجارت کے طریقے اُن کو سکھلاؤ اور اگر کوئی اَور پیشہ رکھتے ہوں تو اس پیشہ کے مناسب حال اُن کو پختہ کردو۔ غرض ساتھ ساتھ اُن کو تعلیم دیتے جاؤ اور اپنی تعلیم کا وقتاً فوقتاً امتحان بھی کرتے جاؤ کہ جو کچھ تم نے سکھلایا انہوں نے سمجھا بھی ہے یا نہیں۔ پھر جب نکاح کے لائق ہوجاویں یعنی عمر قریباً اٹھارہ برس تک پہنچ جائے اور تم دیکھو کہ اُن میں اپنے مال کے انتظام کی عقل پیدا ہوگئی ہے تو اُن کا مال اُن کے حوالہ کرو اور فضول خرچی کے طور پر اُن کا مال خرچ نہ کرو اور نہ اس خوف سے جلدی کرکے کہ اگر یہ بڑے ہوجائیں گے تو اپنا مال لے لیں گے، ان کے مال کا نقصان کرو۔ جو شخص دولتمند ہو اُس کو نہیں چاہئے کہ اُن کے مال میں سے کچھ حق الخدمت لیوے لیکن ایک محتاج بطور معروف لے سکتا ہے۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 346)

پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلام نے بعض حکمتوں کے پیش نظر لڑکے اور لڑکی دونوں کی شادی کے لیے کوئی معین عمر مقرر نہیں فرمائی، بلکہ ہر معاشرہ کو اپنے ماحول اور ہر خاندان کو اپنے حالات کے مطابق اس بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیار دیا ہے۔ البتہ لڑکا اور لڑکی دونوں بالغ ہونے پر شادی کے قابل ہوتے ہیں، یہی فطرت کا قانون ہے اور ان کے بالغ ہونے کے بعد ہی ان کی شادی ہوسکتی ہے۔ اور چونکہ شادی کے ساتھ لڑکے اور لڑکی دونوں پر بہت سی ذمہ داریاں پڑنی ہوتی ہیں، اس لیے بلوغت کے بعد جب لڑکی گھریلو ذمہ داریاں ادا کرنے کی اہل ہوجائے اور لڑکا معاشی ذمہ داریاں نیز بیوی اور بچوں کی دیگر ذمہ داریاں ادا کرنے کے اہل ہو جائے تو بلاوجہ انہیں شادی کے بغیر بٹھائے رکھنا درست نہیں۔

سوال: ایک مربی صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ الفضل میں ''بنیادی مسائل کے جوابات'' میں ایک سوال کا یہ جواب پڑھا کہ ''کسی کو صدقہ بتا کر دینا چاہیے۔'' جبکہ میں یہی سمجھتا رہا کہ صدقہ دیتے وقت بتانا ضروری نہیں بلکہ ضرورت مند کی ضرورت پوری کر دو، چاہے صدقہ بطور تحفہ اسے دیا جائے۔ میں حسب استطاعت بعض سفید پوش احباب کی مالی مدد کرتا ہوں مگر کسی کو نہیں بتاتا کہ یہ صدقہ ہے اگرچہ میں جانتا ہوں کہ ان پیسوں میں بڑا حصہ صدقہ کے پیسوں کا ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر میں انہیں بتادوں کہ یہ صدقہ ہے تو وہ میرا یہ تحفہ قبول نہیں کریں گے اور میں اس خدمت سے محروم ہو جاؤں گا۔ اس بارے میں راہنمائی کی درخواست ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 12/دسمبر 2022ء میں اس سوال کے بارے میں درج ذیل راہنمائی فرمائی۔ حضور نے فرمایا:

جواب: آپ نے تحفہ اور صدقہ کو آپس میں ملا جلا دیا ہے۔ جبکہ تحفہ اور صدقہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اور ''بنیادی مسائل کے جوابات'' میں شائع ہونے والے جس جواب کا آپ نے ذکر کیا ہے، اس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فعل سے اس امر کی وضاحت بیان ہوئی ہے کہ آپؐ کے پاس اگر تحفہ آتا تو آپؐ اس میں کچھ خود بھی کھا لیتے تھے۔ لیکن اگر صدقہ آتا تو آپؐ وہ سارے کا سارا اصحاب صفہ کو بھجوا دیتے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ کی خدمت میں صدقات اور ہدیہ جات پیش کرنے والے آپ کو بتایا کرتے تھے کہ یہ صدقہ ہے اور یہ ہدیہ ہے۔ پس صدقہ اور ہدیہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔

باقی جہاں تک آپ کا بعض غریب احباب کی مالی مدد کرنے کا سوال ہے تو اگر آپ کو علم ہو کہ کوئی صدقہ نہیں لیتا تو آپ کو اسے صدقہ بہرحال نہیں دینا چاہیے۔ اور اگر وہ ضرورت مند ہے تو صدقہ کی بجائے ہدیہ کی نیت سے بھی آپ اس کی مدد کر سکتے ہیں۔

اسی طرح آپ جب کچھ رقم کسی غریب بھائی کی مدد کے لیے الگ کرتے ہیں تو اسے صدقہ کی بجائے ہدیہ کی نیت سے بھی تو الگ کر سکتے ہیں۔ پھر جو غریب اور ضرورت مند ہو اور صدقہ قبول کرلیتا ہو اسے صدقہ کی رقم میں سے دے دیا کریں اور جو غریب اور ضرورت مند ہو لیکن صدقہ نہ لیتا ہو اور آپ ہمدردی کی خاطر اس کی مدد بھی کرنا چاہیں تو ایسے شخص کو ہدیہ کرکے دے دیا

پس میرے نزدیک تو جو شخص صدقہ قبول نہیں کرتا اسے ہمیں صدقہ بہرحال نہیں دینا چاہیے۔ اور اگر وہ ضرورت مند ہو تو کسی اَور طریقہ سے اس کی مدد کی کوشش کرنی چاہیے۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 30 مئی 2024)

......☆......☆......☆......

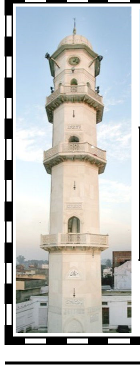

Love for All Hatred for None

99493-56387

Prop:Muhammad Saleem

MASROOR HOTEL

TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE

Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)

طالب دعا: محمد سلیم (ضلع نائب امیر جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR

طالب دعا

Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING

OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affialiated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001

0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AllCCE-0289/Raj.

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 11718: میں شیخ عبدالحلیم ولد مکرم شیخ عبدالقادر صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش یکم جنوری 1999 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: گاؤں رسوئی تحصیل رائی ضلع سونی پت مستقل پتہ: گاؤں کیرنگ خوردہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : طاہر احمد خان　العبد : شیخ عبدالحلیم　گواہ : جرنیل خان

مسل نمبر 11719: میں اے تسنیم زوجہ مکرم مدثر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ٹیکس آڈیٹر تاریخ پیدائش 11 مارچ 1999 پیدائشی احمدی ساکن 2M پورٹ کریسٹ Historic Homes Nadunattam صوبہ تامل ناڈو مستقل پتہ: عافیت Alanallur پوسٹ آفس پالاکاٹ صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم دسمبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: دو عدد کڑے 20 گرام، دو عدد چین 32 گرام، چار عدد انگوٹھیاں 4 گرام (تمام زیورات 56 گرام 22 کیریٹ) حق مہر: زیور طلائی 55 گرام حق مہر ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 55000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مدثر احمد　الامۃ: اے تسنیم　گواہ : راسیہ ایس

مسل نمبر 11720: میں امن وسیم ولد مکرم ڈاکٹر وسیم کے صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 22 سال پیدائشی احمدی ساکن شیڈ مینچندہ Rlygate صوبہ کیرالہ پوسٹ آفس آرٹس کالج بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : جلیل احمد ایم　العبد : امن وسیم　گواہ : عبدالشکور کے پی

مسل نمبر 11721: میں طاہر عودہ ولد مکرم منصور عودہ صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 30 سال پیدائشی احمدی ساکن کبابیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22 جون 2018 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 اسرائیلی شیقل جدید ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : راشد　العبد : طاہر عودہ　گواہ : منصور

مسل نمبر 11722: میں لبیبہ زوجہ مکرم سیف الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 38 سال تاریخ بیعت 16 نومبر 2011 ساکن المہدی سٹریٹ کبابیر اسرائیل بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17 نو اسرائیلمبر 2017 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: قیمت 21300 اسرائیلی شیقل، حق مہر 5000 جارڈن دینار بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد جیب خرچ ماہوار 300 اسرائیلی شیقل جدید ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سیف اللہ　الامۃ : لبیبہ　گواہ : الحاج راشد خان

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

مسل نمبر 11723: میں کوکب عودہ زوجہ مکرم مفلح عودہ صاحب قوم احمدی مسلمان ریٹائرڈ عمر 68 سال پیدائشی احمدی ساکن رعنان سٹریٹ 59 حیفا کبابیر اسرائیل بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 فروری 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 1 ہزار شیقل اسرائیلی وصول شد۔ زیور طلائی: 2260 شیقل، ترکی میں موجود ایک مکان کے نصف حصہ کی مالک ہوں جس کی موجودہ قیمت 70 ہزار شیقل ہے۔ میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار 8 ہزار اسرائیلی شیقل جدید ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شمس الدین　الامۃ : کوکب　گواہ : راشد

مسل نمبر 11724: میں مران خطاب بنت مکرم اشرف خطاب صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 21 سال پیدائشی احمدی ساکن کبابیر حیفا اسرائیل بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17 دسمبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 780 اسرائیلی شیقل جدید ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : راشد　الامۃ : مران خطاب　گواہ : مراد

مسل نمبر 11725: میں احمد عودہ ولد مکرم احسان عودہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری عمر 28 سال پیدائشی احمدی ساکن: کبابیر حیفا اسرائیل بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 فروری 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 5200 اسرائیلی شیقل جدید ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عمادالدین حسین المصری　العبد : احمد عودہ　گواہ : شمس الدین

مسل نمبر 11726: میں ایقان احمد شمس ولد مکرم شمس الدین صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی ساکن 60 رعنان، کبابیر حیفا اسرائیل بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 اکتوبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 اسرائیلی شیقل جدید ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مراد بکر　العبد : ایقان احمد　گواہ : راشد

مسل نمبر 11727: میں ابراہیم صالح ولد مکرم رائد صالح صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی ساکن حیفا اسرائیل بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17 دسمبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 اسرائیلی شیقل ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : رائد　العبد : ابراہیم صالح　گواہ : راشد

RAICHURI GROUP
BUILDERS & DEVELOPERS
طالب دعا
Abdul Rehman Raichuri
(Aka - Maqbool Ahmed)
RAICHURI GROUP OF COMPANIES
Raichuri Builders & Developers LLP
G M Builders & Developers
Raichuri Constructions
Our Corporate office
B Wing, Office no 007
Itkar Soc, Suresh Nagar, RTO, Andheri
West, Mumbai - 400053
Tel : 02226300634 / 9987652552
Email id :
raichuri.build.develop@gmail.com
gm.build.develop@gmail.com

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 30 - May - 2024 Issue. 22

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

اللہ تعالیٰ کا وعدہ قدرت ثانیہ کے جاری رہنے اور اس کی تائید و نصرت کا ہے اور اس ذریعہ سے اب اسلام کا غلبہ مقدر ہے

خلافت احمدیہ کی ایک سو اٹھارہ سالہ تاریخ کا ہر دن اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی خلافت احمدیہ کی تائید و نصرت فرما رہا ہے اور جماعت ہر روز ترقی کی راہوں پر گامزن ہے

خلافت احمدیہ کے ذریعہ خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم ہو اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دُنیا میں لہرانے کا نظارہ دُنیا دیکھے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24/مئی 2024ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا یہ ہم پر احسان ہے کہ اس نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ آپ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق آپؑ کی غلامی میں دین اسلام کی تجدید کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے۔ 26 مئی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوا اور 27 مئی کو جماعت نے خدائی وعدوں کے مطابق حضرت مولانا حکیم نور الدین رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ المسیح الاول منتخب کر کے آپ کے ہاتھ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کام کو جاری رکھنے کا عہد کیا اور بیعت کی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر جماعت جمع ہوئی اور باوجود بعض اندرونی مخالفتوں اور ہر قسم کے نامساعد حالات کے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے ہم نے دیکھے اور آپ کی خلافت تقریباً 52 سال جاری رہی اور اس دور میں جماعت احمدیہ کی دن دوگنی اور رات چوگنی ترقّی کے نظارے ہم نے دیکھے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد خلافت ثالثہ کا آغاز ہوا اور اس دور میں بھی جماعت کی ترقی کے نظارے ہم نے دیکھے۔ دشمنوں نے بڑا زور لگایا جماعت کو ختم کرنے کا لیکن اس کے باوجود ہمیں تاریخ میں ترقی کے نظارے ہی نظر آتے ہیں۔ پھر جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی وفات ہوئی تو ایک بار پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا نظارہ دکھایا اور خلافت رابعہ کا دور شروع ہوا جس میں دشمن نے جماعت کو ختم کرنے کی پھر بھرپور کوشش کی لیکن ہر طرح ناکامی کا منہ دیکھا اور اس دشمنی کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو پاکستان سے ہجرت کرنی پڑی۔ انگلستان میں مرکز قائم کیا اور پھر دنیا نے دیکھا کہ جماعت کی ترقی کی رفتار بڑھتی چلی گئی اور جماعت کی ترقی کو روکنے والے اس ترقی کو دیکھ کر پیچ و تاب کھانے لگے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات ہوئی تو پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کو پورا کرنے کا جلوہ دکھایا اور خلافت خامسہ کا انتخاب ہوا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے باوجود میری بیشمار کمزوریوں کے غیر معمولی تائید و نصرت سے نوازا اور جماعت کی ترقی کا قدم آگے سے آگے بڑھتا گیا۔ درجنوں ملکوں میں احمدیت کا پودا لگا اِس دور میں، درجنوں ملکوں میں جماعت احمدیہ کا باقاعدہ نظام قائم ہوا۔ سینکڑوں شہروں اور قصبوں میں خود اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی رہنمائی کر کے خلافت کی تائید و نصرت کے نظارے دکھا کر لوگوں کے دلوں میں خلافت سے تعلق کا جذبہ پیدا کر کے مخلصین کی جماعتوں کے قیام کے سامان پیدا فرمائے اور یہ نظارے اللہ تعالیٰ دکھاتا چلا جا رہا ہے۔ خلافت سے وابستگی کے یہ نظارے اور جماعت کی ترقی کے یہ نظارے کیوں نہ ہوتے؟ یہ تو ہونے تھے! اس کا اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا اور اسکی پیشگوئی آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی۔

پس جو حقیقت میں آنحضرت ﷺ کے غلام کی جماعت کے ساتھ جڑے رہنے والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے رہیں گے۔ انشاء اللہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں خاتم الخلفاء ہوں اب جو بھی آئیگا میری پیروی میں ہی آئیگا۔ پس دنیاوی طور پر اب کوئی جتنا چاہے زور لگا لے کبھی خلافت کا قیام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علیحدہ ہو کر نہیں ہو سکتا۔

دشمن کی بھرپور کوششوں کے باوجود جماعت آگے سے آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے بلکہ ہمیشہ کی طرح خدا تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں جو دور دراز ملکوں میں بیٹھے ہیں جنہوں نے کبھی کسی خلیفہ کو دیکھا بھی نہیں ہے خود رہنمائی فرماتے ہوئے خلافت کے جھنڈے تلے آنے کی ہدایت دیتا ہے۔ مسلمانوں میں بھی اور غیر مسلموں میں بھی ایسے سینکڑوں ہزاروں لوگ ہیں جن کے سینے اللہ تعالیٰ کھولتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو وعدہ فرمایا اسے پورا کرتے ہوئے ہر روز جماعت کی تائید و نصرت کے نظارے دکھاتا ہے۔ حضور انور نے اس ضمن میں خوابوں کے ذریعہ اور mta کے ذریعہ قبول احمدیت کے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔

فرمایا: برکینا فاسو افریقہ کا ایک ملک ہے وہاں کے معلم لکھتے ہیں کہ جب ہماری جماعت میں پہلی بار ایم ٹی اے لگا اور لوگوں نے پہلی بار خلیفہ وقت کو دیکھا تو ان کی آنکھیں نم تھیں اور خوشی ان کے چہروں سے عیاں تھی کچھ دن کے بعد وہاں سے ایک وفد آیا اور ایم ٹی اے کا شکریہ ادا کیا اور کہنے لگے کہ ویسے تو ہم خلیفہ وقت سے ملاقات کے لئے نہیں جا سکتے مگر ایم ٹی اے پر خلیفہ وقت کو دیکھ کر ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو تسکین ملتی ہے اور اس طرح اب یہ ہمارا روز کا معمول بن گیا ہے کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ ہم روز خلیفہ وقت سے ملاقات کرتے ہیں۔ فرمایا: تو اس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کر رہا ہے وہ جو کبھی ملے بھی نہیں ان کے دلوں میں بھی خلافت سے محبت ہے۔

امیر صاحب گیمبیا لکھتے ہیں کہ ایک موٹر مکینک سامبا صاحب انہوں نے مجھے mta پر کوئی خطاب کرتے ہوئے یا خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔ سن کے کہنے لگے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس شخص کو خدا تعالیٰ کی حمایت حاصل ہے۔ چنانچہ موصوف نے اپنے خاندان کے چودہ افراد سمیت بیعت کر لی۔ کہتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ احمدیت اندھیرے کے لئے ایک روشن سورج کی مانند ہے۔

جرمنی کے سیکرٹری تبلیغ لکھتے ہیں کہ ایک عرب ان کے تبلیغی سٹال پہ آئے۔ قرآن کریم کا جرمن ترجمہ لے گئے اپنا نمبر بھی دے گئے تا کہ ان سے رابطہ رکھا جائے۔ انہیں جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے معذرت کی و راپنی جگہ اپنے بڑے بھائی اور ایک اور فیملی ممبر کو بھجوا دیا۔ جلسہ پر ان کے بھائی میری تقریر سننے کے بعد کہنے لگے کہ یہ شخص یقیناً خدا تعالیٰ کا تائید یافتہ ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈالا کہ خلافت سچی ہے۔ موصوف نے اسی رات بیعت فارم پُر کیا اور جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئے۔ یہ جذبات صرف اللہ تعالیٰ ہی دلوں میں پیدا کر سکتا ہے اور اس لئے کرتا ہے کہ اس کا یہ وعدہ ہے۔ دوسرے عرب دوست جو تھے ان کے فیملی ممبر انہوں نے پہلے دن تو بیعت نہیں کی لیکن بعد میں ان کی بھی تسلّی ہوگئی اور بیعت کی تقریب سے قبل انہوں نے بھی بیعت کر لی۔

گیمبیا کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک جگہ جب جماعت کا قیام عمل میں آیا تو ایک دوست الحاجی فائے صاحب نے جماعت کی شدید مخالفت کی۔ جماعتی لٹریچر کو ہاتھ تک لگانا بھی گوارا نہیں کرتے تھے لیکن ہمارے داعین الی اللہ نے ہمت نہیں ہاری اور مسلسل انہیں تبلیغ کرتے رہے۔ ایک دن گاؤں میں نومبائعین کے لئے تربیتی کلاس کا پروگرام رکھا گیا۔ ہمارے داعین الی اللہ نے موصوف کو اس بات پر منا لیا کہ وہ بیشک کوئی کتاب نہ پڑھیں مگر ایک دفعہ ہمارے ساتھ مشن ہاؤس چلیں اور ہمارے پروگرام میں شامل ہو جائیں۔ ہم وہاں آپ کو کوئی تبلیغ نہیں کریں گے اور نہ ہی آپ سے اس موضوع پر بات کریں گے۔ آپ صرف پروگرام میں شامل ہو کر ہماری باتیں سن لیں۔ چنانچہ موصوف جب مشن ہاؤس آئے تو کہنے لگے میں آپ کی کلاس میں شامل ہونا نہیں چاہتا۔ یہاں ٹی وی والے کمرے میں بیٹھ کر ٹی وی دیکھ لیتا ہوں۔ اس پر انہیں ٹی وی والے کمرے میں بیٹھا کر ٹی وی پر ایم ٹی اے لگا دیا گیا انہیں وہیں چھوڑ کر باقی سارے لوگ کلاس میں شامل ہونے کے لئے مسجد چلے گئے۔ اس دوران موصوف نے ایم ٹی اے پر میرا خطبہ لگا ہوا تھا وہ سنا۔ کلاس کے بعد جب ان سے بات ہوئی تو کہنے لگے کہ یہ شخص جھوٹا نہیں ہو سکتا یہ ممکن نہیں کہ میں اب پیٹھ پھیر لوں چنانچہ موصوف اپنے خاندان کے دس لوگوں سمیت بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گئے۔ حضور انور نے فرمایا: کیا یہ کسی انسان کا کام ہو سکتا ہے؟ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے وعدے سچے کر کے دکھا رہا ہے۔

خلافت سے تعلق بڑھنے کا ایک اور واقعہ۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہونے کا ایک اور واقعہ۔ کیمرون کے شہر وانڈیرے کے ایک محلہ میں آٹھ فیملیوں نے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ نومبائعین کا کہنا ہے کہ ایم ٹی اے نے ہمارے بچوں کی زندگی بدل دی ہے اور دین کے بارے میں ان کے علم میں اضافہ ہوا ہے۔ ان میں سے ایک نوجوان عبدالرحمن ہے جو O-Level کر رہا ہے۔ یہ میرے خطبات بہت شوق سے سنتا ہے۔ جمعہ کے دن سکول ٹیچر سے کہتا ہے کہ میں نے گھر خطبہ سننے کے لئے جانا ہے میں سکول چھوڑ سکتا ہوں لیکن خطبہ جمعہ نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ ان کا ایمان ہے۔ ان کے والد نے کہا کہ بے شک ہر جمعہ پر سکول چھوڑ کر خطبہ سننے آ جایا کرو اور عبدالرحمن کہتے ہیں کہ خطبہ سننے سے میرا ایمان اور علم بڑھتا ہے۔ پہلے میں جو بھی غلط کام کرتا تھا اب چھوڑ دیئے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا پس یہ لوگ ہیں جو خلافت کے ساتھ جڑنے کے عہد کو بھی پورا کر رہے ہیں۔ یقیناً ایک وقت آئے گا جب یہ ترقی کر کے سب سے اوپر ہوں گے کیونکہ یہ وعدوں کے مصداق بننا چاہتے ہیں۔

برکینا فاسو میں ایک جگہ کافی تبلیغ کی گئی لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ جاتے ہوئے معلم کہتے ہیں میں نے چند لوگوں کو کہا کہ آپ جب شہر آئیں تو میرے گھر ضرور آنا۔ چنانچہ کچھ دنوں بعد ان میں سے ایک آدمی بون صاحب ہمارے گھر آئے تو اسے ایم ٹی اے لگا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب انہوں نے ایم ٹی اے پر مجھے دیکھا تو کہنے لگے کہ اس شخص کو تو میں پہلے ہی خواب میں دیکھ چکا ہوں۔ چنانچہ وہ اسی وقت بغیر کسی دلیل کے احمدیت میں داخل ہو گیا اور واپس جا کر اپنے گاؤں والوں کو بتایا تو گاؤں کے کافی لوگوں نے احمدیت قبول کر لی۔ اب خدا کے فضل سے اس گاؤں میں ایک مضبوط جماعت قائم ہو چکی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختلف ممالک سے قبول احمدیت کے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے اور فرمایا: یہ چند واقعات ہیں جو میں نے بیان کئے ہیں جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ کی خدائی تائید کا اظہار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ قدرت ثانیہ کے جاری رہنے اور اس کی تائید و نصرت کا ہے اور اس ذریعہ سے اب اسلام کا غلبہ مقدر ہے۔ خدا تعالیٰ خود لوگوں کے سینے کھول رہا ہے، غیروں کے دل میں خلافت احمدیہ کا اثر قائم فرما رہا ہے۔ سعید فطرت لوگوں کو خلافت کے ساتھ منسلک کر رہا ہے۔ خلافت احمدیہ کی ایک سو اٹھارہ سالہ تاریخ کا ہر دن اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی خلافت احمدیہ کی تائید و نصرت فرما رہا ہے اور جماعت ہر روز ترقی کی راہوں پر گامزن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو کامل وفا اور اخلاص کے ساتھ ہمیشہ خلافت احمدیہ سے وابستہ رکھے اور تا قیامت وفا شعار اور تقویٰ پر قائم رہنے والے خلافت احمدیہ کو ملتے رہیں اور وہ تمام مقاصد اللہ تعالیٰ پورے فرمائے جن کا اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے وعدہ فرمایا ہے اور خلافت احمدیہ کے ذریعہ خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم ہو اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہرانے کا نظارہ دنیا دیکھے۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے مکرم چوہدری محمد ادریس نصر اللہ خان صاحب آف کینیڈا اور مکرم قمر ادریس صاحب آف کراچی کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد ہر دو مرحومین کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔

......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad